عالمِ اسلام خصوصاً عربوں میں مقبول ترین میلاد نامہ

# مولودِ برزنجی

تصنیف

اِمام جعفر بن حسن برزنجی مدنی المتوفی ۱۱۷۹

ترجمہ و حاشیہ

علامہ نور بخش توکلی


جامعہ اِسلامیہ لاھور

1- فصیح روڈ، اسلامیہ پارک، لاھور فون : 759 4003

عالمِ اسلام خصوصاً عربوں میں مقبول ترین میلاد نامہ

# مولودِ برزنجی

تصنیف

اِمام جعفر بن حسن برزنجی مدنی المتوفی ۱۱۷۹



ترجمہ وحاشیہ

علامہ نور بخش توکلی

نام کتاب : عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر
المعروف مولود برزنجی

مصنف : امام جعفر بن حسن برزنجی مدنی ۱۱۷۹ھ

ترجمہ و حاشیہ : علامہ نور بخش توکلی

طابع : سہیل لطیف

ناشر : عالمی دعوت اسلامیہ

قیمت :

# ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مہربانی سے ہمیشہ سے یہ تمنا و آرزو رہی ہے کہ آپ کی ذات اقدس کے بارے میں خصوصاً میلاد شریف اور آپ کے شمائل و فضائل پر زیادہ سے زیادہ مواد شائع کیا جائے تاکہ اہل ایمان کے ایمان کو جلا و ضیا۔ نصیب رہے اور آپ کی ذات گرامی کے ساتھ اس طرح تعلق مزید مستحکم و مضبوط ہو کہ کسی اور کی بات دل ہی نہ لگے۔ دل آپ کے حسن و جمال اور کمالات کا اس قدر گرویدہ ہو جائے کہ اسے آپ کی اتباع کے بغیر چین ہی نصیب نہ ہو، اسے راحت ملے تو آپ کی باتوں میں اسے سکون میسر آئے تو آپ کی اتباع میں، اس سلسلہ میں بحمد اللہ حضرت ملا علی قاری کی کتاب "مولد الروی فی مولد النبوی" حافظ ابن حجر مکی کی کتاب "مولد النبی" اور حافظ ابن کثیر کی کتاب "مولد رسول اللہ" شائع کیں۔ ان کے بعد خواہش تھی عالم اسلام خصوصاً عربوں میں مقبول ترین میلاد نامہ "مولود برزنجی" کو بھی شائع کیا جائے، کافی تلاش کے باوجود اس کا کوئی ایسا نسخہ نہ ملا جس کی اشاعت کی جاتی ایک دن پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ناظم اعلیٰ مرکزی مجلس رضا، جامعہ اسلامیہ لاہور حسب معمول تشریف لائے فرمانے لگے بندہ نے آپ کے ذوق کی کتاب تلاش کی ہے جس کا نام "مولود برزنجی" ہے اور ساتھ اطلاع یہ بھی ہے کہ اسی کا اردو ترجمہ اور حاشیہ اہل سنت کے عظیم عالم علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ یہ خوشخبری سن کر دل باغ باغ ہوگیا مکتبہ نبویہ پر حاضر ہوا اور موصوف سے کتاب حاصل کی یوں اس مبارک میلاد نامہ اشاعت کی صورت بنی، اللہ تعالیٰ محترم فاروقی صاحب کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے جنھوں نے اتنا عظیم تحفہ قوم کے سامنے لانے کے

لئے تعاون فرمایا اس میلاد نامہ کے مصنف مدینہ طیبہ کے عظیم عالم دین امام علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی مدنی ہیں آپ کا وصال ۱۱۷۹ ہجری ہے گویا یہ مولود مبارک آج سے ۲۳۷ سال پہلے سرزمین مدینہ پر لکھا گیا۔ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی نے اس مولود کو جواہر البحار کی جلد نمبر۳ ۴۶۲ تا ۴۷۳ پر مکمل نقل کیا اور ابتدا میں یہ نوٹ دیا ہے۔

هذا المولود الشهير الذی ليس له نظير وهو مخترعة فيا علم

(یہ مولود مبارک مشہور و معروف ہے اس کی کوئی مثل نہیں اور یہ مصنف کا نہایت ہی عمدہ اور شاندار کارنامہ ہے۔)

(جواہر البحار ۱=۴۶۳)

مولانا عبدالحق مہاجر مکی کی کتاب " الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم " نئی ترتیب و زبان اور تخریج حوالہ جات کے ساتھ شائع کرنا بھی ہمارے منصوبہ میں شامل ہے، قارئین دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس موضوع پر ہمیں اسلاف کا زیادہ سے زیادہ تحریر کردہ مواد عطا فرمائے تاکہ ہم اسے شائع کر دیں۔

محمد خان قادری

جامع رحمانیہ شادمان لاہور

## تذکرۂ مولف رحمتہ اللہ علیہ

**نام :** سید جعفر بن حسن بن عبد الکریم بن محمد رسول حسینی، برزنجی مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

**مقام و منصب :** بیس سال سے زیادہ عرصہ مدینہ منورہ میں مفتی شافعیہ اور مسجد نبوی شریف کے خطیب رہے۔

### ان کے بارے میں علماء کے تاثرات:

(الف) علامہ برزنجی مسجد نبوی شریف کے باب الاسلام کے اندر محفل درس منعقد کیا کرتے تھے، سید محمد مرتضیٰ زبیدی ان کے درس میں شامل ہوتے رہے، علامہ زبیدی "الامام الفصیح البارع" (بلند پایہ فصیح امام) کے القاب سے ان کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ "انہیں تقریر کا حیران کن ملکہ حاصل تھا اور مذہب شافعیہ کی تفصیلات کے بڑے ماہر تھے۔"

(ب) مرادی کہتے ہیں: "شیخ فاضل، بلند مرتبہ، یکتائے زمانہ عالم، فنون کے ماہر، حضرات شافعیہ کے مفتی۔"

(ج) جبرتی نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا: "وہ کلمہ حق کہنے میں بے باک اور امر بالمعروف میں بڑے دلیر تھے۔"

### تصانیف:



۱۔ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ جالیۃ الکرب باسماء سید العجم والعرب، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
۳۔ قصۃ المعراج
۴۔ جالیۃ الکدر باسماء اصحاب سید الملائک والبشر (صحابہ کرام کے اسماء)
۵۔ الشقائق الاترجیۃ فی مناقب الاشراف البرزنجیۃ (برزنجی خاندان کے بزرگوں کے مناقب)
۶۔ الطوالع الاسعدیہ من المطالع المشرقیہ۔
۷۔ الجنی الدانی فی مناقب الشیخ عبد القادر جیلانی (سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے مناقب)

٨۔ الروض المعطار فیما یحدی السید محمد من الاشعار

٩۔ النفح الفرجی فی فتح جتہ جی۔

١٠۔ التقاط الزہر من نتائج الرحلتہ والسفر

١١۔ البرالعاجل باجابتہ الشیخ محمد غافل

١٢۔ الفیض اللطیف باجبتہ نائب الشرع الشریف

١٣۔ فتح الرحمٰن علی اجوبتہ السید رمضان

١٤۔ نہوض اللیث لجواب ابی الغیث

**وفات :** حضرت علامہ برزنجی ١١٨٤ھ میں یا ١١٧٠-٧١ھ دارفانی سے رحلت فرماکر جنت البقیع میں محو استراحت ہوئے۔(١)

# فہرست مضامین

# محفلِ میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ

تالیف
مُفتی مُحمد خان قادری

# بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ - وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد بندہ عاصی نور بخش حنفی نقشبندی توکلی بخدمت ناظرین گذارش پرداز ہے کہ ایک روز یہ خاکسار جناب مولانا مولوی حاجی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب چشتی سلیمانی پلیڈر و سیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور کی خدمت میں حاضر تھا - اثنائے گفتگو میں مولود شریف کا ذکر آیا - تو خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ مولود برزنجی بوجہ جامعیت و صحت روایات خاص و عام میں مقبول اور حرمین شریفین میں معمول ہے تو اس کا اردو میں ترجمہ کر دے تاکہ اصل مع ترجمہ اس ملک میں بھی شایع کیا جائے - میں اپنے آپ کو نہایت خوش قسمت سمجھا کہ اس کار خیر کے لئے مجھ سے بے بضاعت فقیر سراپا تقصیر کو ارشاد ہوا - بعد ازاں مولود مذکور کا ایک اردو ترجمہ بھی مولانا ممدوح کو دکھایا گیا جو ۱۳۱۵ھ میں مطبع رزاقی

کانپور میں چھپا تھا۔ مگر آپ نے اپنا پہلا حکم بحال رکھا۔ لہذا خاکسار نے اس مبارک کام کو بتوفیق الٰہی گذشتہ ماہ رمضان مبارک میں کیا۔ میں نے ہر چند چاہا کہ حواشی کو طوالت نہ دی جائے۔ مگر اس آقائے نامدار بابی ہو وامی کے پیارے پیارے حالات شوق میں میرے قلم کو کشاں کشاں لے گئے جہاں تک کہ لے گئے۔ کیسے دلیر و گستاخ ہیں وہ لوگ جو مجالس مولود شریف کو جن میں یہ حالات بیان ہوتے ہیں برا کہتے ہیں۔ اللہ تعالے اپنے حبیب پاک کے طفیل اس ترجمے کو اصل کی طرح شرف قبولیت عطا فرمائے اور اس کے محرک مولانا ممدوح کو جو الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق ہیں اجر جزیل دے۔ آمین ثم آمین

نور بخش۔ ایم۔ اے

لاہور۔ ۱۲ ماہ شوال ۱۳۳۰ھ

اَلْجَنَّةُ وَنَعِيْمُهَا سَعْدٌ لِمَنْ يُصَلِّيْ وَيُسَلِّمُ وَيُبَارِكُ عَلَيْهِ

جنت اور اس کی نعمت اس شخص کو مبارک ہو جو جناب رسالت مآب پر درود و سلام اور برکت بھیجتا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَبْتَدِئُ الْاِمْلَاءَ بِاسْمِ الذَّاتِ الْعَلِيَّةِ ○ مُسْتَمِدًّا فَيْضَ الْبَرَكَاتِ عَلٰى مَا اَنَالَهٗ وَاَوْلَاهُ ○

وَاُثَنِّيْ بِحَمْدٍ مَوَارِدُهٗ سَائِغَةٌ هَنِيَّةٌ ○ مُمْتَطِيًا مِنَ الشُّكْرِ الْجَمِيْلِ مَطَايَاهُ ○

وَاُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ عَلَى النُّوْرِ الْمَوْصُوْفِ بِالتَّقَدُّمِ وَالْاَوَّلِيَّةِ ○ الْمُنْتَقِلِ فِي الْغُرَرِ الْكَرِيْمَةِ وَالْجِبَاهِ ○

میں بزرگ ذات کے نام سے لکھنا شروع کرتا ہوں اس حال میں کہ ان نعمتوں پر جو اسے دی ہیں اور عطا کی ہیں برکتوں کے فیض کا نزول طلب کرتا ہوں۔ اور ایسی حمد[1] سے ثنا کرتا ہوں کہ جس کے چشمے خوشگوار ہیں۔ حالانکہ میں شکر جمیل کی سواریوں پر سوار ہونے والا ہوں۔ اور میں درود و سلام بھیجتا ہوں اس نور[2] پر جو پہلے ہونے اور اول ہونے سے متصف ہے۔ اور پیشانیوں



۱؎ حمد کہتے ہیں تعظیم کے ارادے پر زبان سے ثنا کرنے کو خواہ وہ ثنا نعمت کے مقابلے میں ہو یا غیر نعمت کے۔ شکر وہ فعل ہے جس سے مقصود منعم کی تعظیم ہو اور وہ فعل نعمت کے مقابلے میں ہو خواہ زبان سے یا دل سے یا دیگر اعضا سے پس حمد کا مورد زبان ہے اور اس کا متعلق نعمت و غیر نعمت ہے۔ اور شکر کا متعلق صرف نعمت ہے اور اس کا مورد زبان و دیگر اعضا ہیں۔ لہذا حمد متعلق کے لحاظ سے شکر سے اعم ہے اور مورد کے اعتبار سے اخص ہے۔ مختصر معانی۔

۲؎ حدیث اول ما خلق الله نوری مشہور ہے عبد الرزاق نے بالاسناد لکھا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اخبرنی عن اول شئ خلقه الله تعالى قبل الاشياء (یا رسول اللہ۔ مجھے خبر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کونسی شے پیدا کی) قال یا جابر ان الله تعالى خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره الحديث (ترجمہ) اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے سب شے سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا الحدیث) شرح ابن حجر الہیتمی علی متن الہمزیہ فی مدح خیر البریہ للشیخ شرف الدین البوصیری۔

وَأَسْتَمْنِحُ اللّٰهَ تَعَالٰى رِضْوَانًا يَخُصُّ الْعِتْرَةَ
الطَّاهِرَةَ النَّبَوِيَّةَ ○ وَيَعُمُّ الصَّحَابَةَ وَالْأَتْبَاعَ
وَمَنْ وَالَاهُمْ ○ وَأَسْتَجْدِيْهِ هِدَايَةً لِسُلُوْكِ
السُّبُلِ الْوَاضِحَةِ الْجَلِيَّةِ ○ وَحِفْظًا مِّنَ
الْغَوَايَةِ فِيْ خِطَطِ الْخَطَاءِ وَخُطَاهُ ○ وَأَنْشُرُ
مِنْ قِصَّةِ الْمَوْلِدِ النَّبَوِيِّ بُرُوْدًا حِسَانًا عَبْقَرِيَّةً
نَاظِمًا مِنَ النَّسَبِ الشَّرِيْفِ عِقْدًا تُحَلَّى الْمَسَامِعُ
بِحُلَاهُ ○ وَأَسْتَعِيْنُ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهِ
الْقَوِيَّةِ ○ فَإِنَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

کی شریف پیشانیوں میں منتقل ہونے والا[1] ہے۔ اور میں اللہ تعالےٰ
سے اس رضامندی کا طلبگار ہوں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاک اہلبیت سے خاص ہے۔ اور آپکے صحابہ اور پیروی کرنے
والوں اور آپ سے محبت رکھنے والوں کو شامل ہے۔ اور میں اللہ
سے کھلے کھلے راستوں پر چلنے کی ہدایت اور خطا کی زمینوں اور
خطا کے قدموں میں بہکنے سے حفاظت طلب کرتا ہوں۔ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے ذکر کی خوبصورت عبقری[2]
چادریں بچھاتا ہوں۔ حال یہ کہ میں آپکے نسب شریف سے ایک
موتیوں کی لڑی پرونے والا ہوں جس کے زیوروں سے کان آراستہ
ہوں۔ اور اللہ کی طاقت اور زبردست قوت سے مدد چاہتا ہوں
کیونکہ گناہ سے بچنے کی طاقت اور طاعت کی قوت مدد الٰہی کے
سوا نہیں۔

## الٰہی بعطر درود و سلام
## معطر کن قبر خیر الانام

[1] یعنی وہ نور جناب رسالتمآب کے اجداد کی بزرگ پیشانیوں میں بطور امانت رہا۔ اور ایک پیشانی سے دوسری پیشانی میں آپ کے والد تک اترتا چلا آیا۔

[2] عبقر ایک جگہ کا نام ہے جہاں جن بکثرت ہیں۔ چنانچہ زہیر بن ابی سلمیٰ شاعر جاہلی سنان بن ابی حارثہ اور حارث بن عوف کی قوم کی تعریف میں لکھتا ہے۔ بخیل علیہا جنة عبقریة - جدیرون یوماً ان ینالوا فیستعلوا
اہل عرب ہر ایک شے کو خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا کپڑا وغیرہ جس میں کمال درجے کی قوت اور حسن و لطافت ہو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں چنانچہ عجیب غریب منقش کپڑے کو ثوب عبقری کہتے ہیں۔ عبید بن الابرص شاعر جاہلی کا قول ہے ؎

مِن عبقری علیہا ادعل واصبح
کانہا من نجیع الجوف مدمومہ

فَاَقُوْلُ هُوَ سَيِّدُنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاِسْمُهٗ شَيْبَةُ الْحَمْدِ ابْنِ هَاشِمٍ وَاِسْمُهٗ عَمْرٌو ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَ اِسْمُهُ الْمُغِيْرَةُ ابْنِ قُصَيٍّ وَاِسْمُهٗ مُجَمِّعٌ

پس میں کہتا ہوں وہ ہمارے آقا محمد بیٹے ہیں عبد اللہ کے وہ بیٹے ہیں عبد المطلب کے اور نام انکا شیبۃ الحمد ہے۔ عبد المطلب بیٹے ہیں ہاشم کے اور نام انکا عمرو ہے۔ ہاشم بیٹے ہیں عبد مناف کے اور نام انکا مغیرہ ہے۔ عبد مناف بیٹے ہیں قصی کے اور نام انکا مجمع ہے۔

۱ حضرت اسماعیل کے بعد خانہ کعبہ کی تولیت نابت بن اسماعیل کے سپرد ہوئی۔ نابت کے بعد مضاض بن عمرو جرہمی بیت اللہ شریف کا متولی ہوا۔ پھر جب قبیلہ جرہم حرم شریف کی بے حرمتی کرنے لگا اور کعبہ کے مال اپنے خرچ میں لانے لگا۔ تو بنو بکر بن عبد مناف بن کنانہ اور غبشان خزاعی نے انکو مکہ سے یمن کیطرف نکال دیا۔ اس وقت سے خزاعہ بیت اللہ کے متولی ہو گئے۔ جاتے وقت عمرو بن الحرث بن مضاض جرہمی نے حرم کے نفیس مال اور حجر رکن کو زمزم میں ڈال کر اسے بند کر دیا۔ یہانتک کہ مدت گزرنے پر کسی کو اسکا نشان تک یاد نہ رہا۔ آخرکار عبد المطلب کو اللہ تعالے نے خواب میں اسکے نشانات بتا کر اسکے کھودنے کا حکم دیا۔ عبد المطلب کے اس وقت صرف ایک بیٹا حرث نام تھا۔ اسی کو ساتھ لے کر کھودنے لگے۔ قریش نے اس کام میں بہت مزاحمت کی کہتے ہیں کہ تنگ آکر عبد المطلب نے نذر مانی تھی۔ کہ اگر میرے دس بیٹے ہو جائیں جو میرے سامنے بالغ ہو کر میری مدد کریں۔ تو میں ایک کو کعبہ کے پاس ذبح کرونگا جب موافق نذر کے دس ہو گئے۔ تو تیروں کے ساتھ قرعہ اندازی کی گئی۔ عبد اللہ جو عبد المطلب کو سب سے زیادہ عزیز تھے۔ قرعہ انکے نام پر نکلا۔ عبد المطلب ذبح کرنے کو تیار ہوئے۔ مگر قریش مانع آئے۔ آخرکار بالعوض سو اونٹ قربانی کئے گئے۔ اور عبد اللہ سلامت رہے۔ اسی وجہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے۔ انا ابن الذبیحین یعنی میں دو ذبیح (اسمٰعیل و عبد اللہ) کا بیٹا ہوں۔ عبد المطلب نے عبد اللہ کا نکاح بی بی آمنہ بنت وہب سے کر دیا جن سے ہمارے آقا سرور دو جہاں محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے پیدا ہوئے۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ ملخصاً از سیرت ابن ہشام۔

۲ شیبہ کہتے ہیں سر کے بالوں کی سفیدی کو۔ جب عبد المطلب پیدا ہوئے تھے۔ تو انکے سر کے بالوں میں سپیدی تھی۔ اسلئے انکو شیبۃ الحمد کہنے لگے۔ شاید حمد کی نسبت انکی طرف اس امید پر کی گئی تھی کہ آپ بڑے ہونگے اور لوگ آپکی تعریف کیا کرینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ عبد المطلب پہلے شخص ہیں جو تحنث کیا کرتے تھے یعنی ہر سال ماہ رمضان میں کوہ حرا میں یاد الٰہی میں گوشہ نشین ہوا کرتے تھے۔ انہوں نے شراب اپنے نفس پر حرام کر رکھی تھی۔ بڑے مجیب الدعوات اور فیاض تھے۔ اپنے دسترخوان سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پرند و چرند کو کھلایا کرتے تھے۔ اسلئے انہیں مطعم الطیر (پرندوں کے کھلانے والے) کہتے ہیں۔ سیرت نبویہ للسید احمد زینی المشہور بدحلان۔

۳ ہاشم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ہشم کے معنے عربی زبان میں خشک روٹی کے ریزہ ریزہ کرنے کے ہیں۔ ایکسال قریش میں سخت قحط پڑا۔

سُمِّيَ بِقُصَيٍّ لِتَقَاصِيهِ فِي بِلَادِ قُضَاعَةَ الْقَصِيَّةِ ۝ إِلَى أَنْ أَعَادَهُ اللّٰهُ تَعَالَى إِلَى الْحَرَمِ الْمُحْتَرَمِ فَحَمَى حِمَاهُ ۝ ابْنِ كِلَابٍ وَاسْمُهُ حَكِيمُ بْنُ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرٍ وَاسْمُهُ قُرَيْشٌ وَإِلَيْهِ تَنْتَسِبُ الْبُطُونُ الْقُرَشِيَّةُ ۝ وَمَا فَوْقَهُ كِنَانِيٌّ كَمَا جَنَحَ إِلَيْهِ الْكَثِيرُ وَارْتَضَاهُ ۝ ابْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ ابْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ

انکا نام قصی[لہ] اس لئے رکھا گیا کہ وہ قضاعہ کے دور شہروں میں چلے گئے تھے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو پھر حرم شریف میں لایا۔ پس انہوں نے اسکی نگہبانی کی۔ قصی بیٹے ہیں کلاب کے اور نام انکا حکیم ہے۔ کلاب بیٹے ہیں مرہ کے وہ بیٹے ہیں کعب کے وہ بیٹے ہیں لوی کے وہ بیٹے ہیں غالب کے وہ بیٹے ہیں فہر کے۔ اور فہر کا نام قریش ہے اور اسی کیطرف قبائل قریش منسوب ہیں۔ اور جو انکے اوپر ہیں وہ کنانی ہیں۔ چنانچہ اسی قول کیطرف بہت علماء مائل ہیں اور انہوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ فہر بیٹے ہیں مالک کے وہ بیٹے ہیں نضر کے وہ بیٹے ہیں کنانہ کے وہ بیٹے ہیں خزیمہ کے وہ بیٹے ہیں مدرکہ کے وہ بیٹے ہیں الیاس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) عمرو ملک شام گئے۔ اور وہاں سے میدہ اور خشک روٹیاں خرید کر ایام حج میں مکہ شریف میں پہنچے۔ اور روٹیوں کے ٹکڑے کرکے اونٹوں کے گوشت کے شوربے میں ڈالکر انکا ثرید بنایا اور لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اسی دن سے انکو ہاشم کہنے لگے۔ سیرت ابن ہشام میں ہے۔ کہ ہاشم پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں حاجیوں کیلئے ثرید تیار کیا۔ ہاشم بڑے عالیشان تھے۔ چونکہ نور محمدی انکی پیشانی میں چمکتا تھا اس لئے تمام قبائل کے مرجع تھے۔

ثہ (حاشیہ صفحہ ۵) نور محمدی کی جھلک انکے ماتھے میں ایسی تھی کہ انکو قمر البطحا کہتے تھے۔

لہ قصی کا نام دوسری کتابوں میں زید لکھا ہے۔ کلاب کے دو بیٹے تھے زہرہ اور قصی۔ زہرہ تو بالغ ہو گیا تھا۔ مگر قصی نے ابھی اپنی والدہ فاطمہ بنت سعد بن سیل بن عوف کا دودھ چھوڑا ہی تھا کہ کلاب نے انتقال کیا۔ انہی ایام میں ربیعہ بن حرام بن ضبہ بن عبد بن کبیر بن عذرہ بن سعد بن زید مکہ مشرفہ میں آیا۔ اور اس نے قصی کی والدہ فاطمہ سے شادی کر لی۔ ربیعہ فاطمہ کو بنو عذرہ۔ وہ قوم قضاعہ کی ایک شاخ ہے۔ دیکھو تاریخ ابو الفداء کی ولایت یعنی ملک شام لے گیا۔ چنانچہ جب فاطمہ اپنے ساتھ قصی کو بھی لے گئی۔ چونکہ قصی اپنی ماں کے ساتھ اپنے وطن مالوف مکہ سے دور بلاد قضاعہ میں جا رہے تھے۔ اس لئے اس نام سے موسوم ہوئے۔ قصی وہیں پرورش پاتے رہے اور ربیعہ ہی کو اپنا باپ تصور کرتے تھے۔ جب جوان ہوئے تو ایک روز بنو قضاعہ میں سے ایک شخص سے تیر اندازی میں مقابلہ کیا اور اس پر غالب ہوئے۔ قضاعی نے غصہ میں آکر کہا۔ تو تو اجنبی ہے۔ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ سنکر قصی اپنی والدہ کے پاس آئے اور یہ ماجرا انکو سنایا۔ ماں نے کہا۔ بیٹا۔ تو حسب و نسب میں اس قضاعی سے بہتر ہے۔ تیرا باپ کلاب بن مرہ ہے۔ تیری قوم مکہ میں بیت الحرام کے پاس ہے۔ قصی نے انتظار کیا۔ جب حج کے مہینے آئے۔ تو قضاعہ کے حاجیوں کے ساتھ مکہ میں آئے اور وہیں حلیل بن حبشیہ خزاعی کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) بیٹی حبی سے نکاح کرلیا۔ حلیل موصوف اس وقت کعبہ کا متولی تھا۔ جب حلیل کی موت کا وقت آیا۔ تو اس نے بیت اللہ کی تولیت کی وصیت اپنی بیٹی حبی کے لئے کی۔ مگر اس نے کہا کہ میں کعبہ کا دروازہ نہ کھول سکتی ہوں نہ بند کرسکتی ہوں۔ اسلئے حلیل نے اپنے بیٹے ابوغبشان کے نام وصیت کردی۔ ایک روز جبکہ ابوغبشان طائف میں شراب کے نشے میں چور تھا۔ قصی نے شراب کی ایک مشک کے عوض بیت اللہ کی تولیت اس سے خرید لی۔ اور کعبہ کی کنجیاں اس سے لے کر بیت اللہ چلے آئے۔ جب ابوغبشان ہوش میں آیا۔ تو نادم ہوا۔ ابوغبشان کی ندامت وحماقت ضرب المثل ہو گئی ہے چنانچہ عربی میں کہا کرتے ہیں۔ اندم من ابی غبشان۔ احمق من ابی غبشان اخسر من ابی غبشان اس پر خزاعہ بہت جھنجلائے۔ اور فریقین میں سخت لڑائی ہوئی۔ مگر تولیت قصی کے ہاتھ آئی۔ اور خزاعہ بیت اللہ سے نکال دیئے گئے۔ اسکے بعد قصی نے تمام قبائل قریش کو گھاٹیوں پہاڑوں اور وادیوں سے مکہ میں جمع کرکے اندر اور باہر بسا دیا۔ اسی وجہ سے اسے مجمع کہتے ہیں۔ کعب بن لوی کی اولاد میں سے قصی پہلے شخص ہیں جن کو انکی قوم نے اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ حجابت۔ سقایت۔ رفادت ندوہ۔ لواء۔ قیادت غرض قریش کے تمام شرف قصی کی ذات میں جمع تھے۔ قصی کے چار بیٹے تھے۔ عبدالدار۔ عبدمناف۔ عبدالعزیٰ اور عبد بن قصی۔ عبدالدار اگرچہ سب سے بڑا تھا۔ مگر شرف و وجاہت میں اپنے بھائیوں کا ہمپایہ نہ تھا۔ اس لئے قصی جب بوڑھے ہوگئے تو عبدالدار سے کہا۔ بیٹا اللہ کی قسم۔ میں تجھے تیرے بھائیوں کے برابر کرتا ہوں۔ کوئی شخص بیت اللہ میں داخل نہ ہوگا جبتک تک کہ تو اسے کھولے۔ مکہ میں کوئی حاجی پانی نہ پیئے گا مگر تیرے پلانے سے۔ حاجیوں میں سے کوئی کھانا نہ کھائے گا مگر تیرے کھانے میں سے۔ قریش کا کوئی امر فیصل نہ ہوگا مگر تیرے گھر (دارالندوہ) میں۔ کسی لڑائی کے لئے قریش کا جھنڈا نہ بندھیگا مگر تیرے ہاتھ سے اور لشکر کا کوئی امیر نہ بنیگا مگر تو۔ یہ کہہ کر تمام شرف مذکورہ اسے عطا کردیا۔ قصی کی وفات کے بعد اس شرف میں جھگڑا ہوا۔ آخر کار اس امر پر صلح ہوگئی۔ کہ سقایت اور رفادت عبدمناف کی اولاد کو اور حجابت۔ لواء اور ندوہ عبدالدار کی اولاد کو ملے۔ اسطرح سقایت اور رفادت ہاشم کو ملی۔ ہاشم کے بعد مطلب کو اور مطلب کے بعد عبدالمطلب کو ملی۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو تاریخ ابن اثیر وغیرہ

حاشیہ صفحہ ۹۔ ؎ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں باسناد لکھا ہے کہ کعب مذکور اپنی قوم کو جمعہ کے دن بیت اللہ میں جمع کیا کرتا تھا۔ اور انکے خطبہ دیا کرتا تھا اس کے خطبے کی عبارت میں سے یہ الفاظ ہیں حرمکم زینوہ وعظموہ وتمسکوا بہ فسیاتی لہ نبأ عظیم وسیخرج نبی کریم۔ پھر فرماتے تھے ۔ علی غفلۃ یاتی النبی محمد فیخبر اخبارا صدوق خبیرھا۔
کعب کی وفات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا فاصلہ ہے۔

؎ قریش سمندر میں ایک حیوان ہوتا ہے جو تمام بحری حیوانات کو نگل جاتا ہے۔ اور کشتیوں کو سمندر میں الٹ دیتا ہے۔ قوم کو بہت وقوت میں اس کے ساتھ مشابہت کے سبب قریش کہتے ہیں۔

وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ اَهْدَى الْبُدْنَ اِلَى الرِّحَابِ الْحَرَمِيَّةِ ○ وَسُمِعَ فِيْ صُلْبِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَبَّاهُ ○ اِبْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ وَهٰذَا اسِلْكٌ نَظَمَتْ فَرَائِدَهُ بَنَانُ السُّنَّةِ السَّنِيَّةِ ○ وَرَفْعُهُ اِلَى الْخَلِيْلِ اِبْرَاهِيْمَ اَمْسَكَ عَنْهُ الشَّارِعُ وَاَبَاهُ ○ وَعَدْنَانُ بِلَا رَيْبٍ عِنْدَ

اور الیاس وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قربانی کے اونٹ حرم کے میدانوں کی طرف ہانکے۔ اور جن کی پشت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور تلبیہ حج[عه] کہتے ہوئے سنے گئے۔ الیاس[عه] بیٹے ہیں مضر کے وہ بیٹے ہیں نزار کے وہ بیٹے ہیں معد کے وہ بیٹے ہیں عدنان کے۔ اور یہ ایسی لڑی ہے جس کے موتیوں کو حدیث شریف کی انگلیوں نے پرویا ہے۔ اور شارع علیہ السلام نے اس سلسلہ نسب کو عدنان سے ابراہیم خلیل اللہ تک پہونچانے سے سکوت کیا ہے اور اس کو اختیار نہیں کیا ہے۔ اور نسب

عه تلبیہ حج یہ ہے۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

حیات الحیوان میں ہے کہ سہیلی نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ الیاس کو گالی نہ دو کیونکہ وہ مومن تھا۔

عه ابن حجر نے کہا کہ علماء کا اس امر پر اجماع ہے (اور اجماع حجت ہے) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے۔ پھر رک جاتے اور فرماتے۔ نسب دان جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَقُرُوْنًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۔ لیکن بیہقی نے کہا کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ (کذب النسابون) ابن مسعود کا قول ہے کیونکہ وہ نسبوں کے علم کا دعوے کرتے ہیں اور اللہ نے بندوں سے نسبوں کے علم کی نفی کر دی ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسماعیل و عدنان کے درمیان تیس پشتیں ہیں جو معلوم نہیں۔ اسی وجہ سے امام مالک رحمہ نے اس شخص کو برا کہا ہے جو جناب رسالت مآب کے نسب کو آدم تک پہنچا دے۔ اور کہا کہ اس کو اسکی کس نے خبر دی یعنی یہ تو مورخوں کا قول ہے جس پر کوئی دلیل و اعتماد نہیں۔ علاوہ ازیں اس میں تخلیط و تغیر ہے اور کچھ فائدہ نہیں۔ شرح ابن حجر ہیتمی علے متن الہمزیہ فی مدح خیر البریہ۔

ذَوِي الْعُلُومِ النَّسَبِيَّةِ ○ إِلَى الذَّبِيحِ إِسْمٰعِيلَ نِسْبَتُهُ وَمُنْتَمَاهُ ○ فَاعْظِمْ بِهِ مِنْ عِقْدٍ تَأَلَّقَتْ كَوَاكِبُهُ الدُّرِّيَّةُ ○ وَكَيْفَ لَا وَالسَّيِّدُ الْأَكْرَمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسِطَتُهُ الْمُنْتَقَاةُ ○

نَسَبٌ تَحْسِبُ الْعُلَا بِحُلَاهُ
قَلَّدَتْهَا نُجُومَهَا الْجَوْزَاءُ
حَبَّذَا عِقْدُ سُؤْدَدٍ وَفَخَارٍ
أَنْتَ فِيهِ الْيَتِيمَةُ الْعَصْمَاءُ

وَأَكْرِمْ بِهِ مِنْ نَسَبٍ طَهَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ مِنْ سِفَاحِ الْجَاهِلِيَّةِ أَوْرَدَ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ وَارِدَهُ فِي مَوْرِدِهِ الْهَنِيِّ وَرَوَاهُ

والوں کے نزدیک بعد ان کی نسبت بیشک اسماعیل ذبیح اللہ کیطرف ہے۔ پس یہ کیسی عظمت والی لڑی ہے کہ جس کے روشن ستارے چمکتے ہیں۔ کیوں نہ ہو جناب سید اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اسکے درمیانی برگزیدہ موتی ہیں

ترجمہ اشعار[1]

۱۔ یہ ایسا کامل و شریف نسب ہے کہ اس کے زیور کمالات کے سبب تو گمان کریگا کہ جوزائے انجم راتب عالیہ کو اپنے ستاروں کا ہار پہنا دیا ہے۔ ۲۔ کیا خوب شئی ہے بزرگی و فخر کی۔ کہ جسمیں تو محفوظ دریتیم ہے۔

اور کیسا بزرگ نسب ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے زنا سے پاک کیا[2]۔ زین الدین عراقی نے اپنی کتاب مورد ہنی میں اسکا طریق بیان کیا ہے اور اسے روایت کیا ہے۔

[1] یہ دونو شعر شیخ شرف الدین بوصیری رحمہ صاحب قصیدہ بردہ کے قصیدہ ہمزیہ سے لئے گئے ہیں۔ انکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد بزرگ میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں شرف و علو مرتبہ کے لحاظ سے بمنزلہ ستارے کے تھا کہ جس سے دوسروں نے ہدایت پائی۔ اور تمام سلسلہ بحیثیت مجموعی موتیوں کے ہار کے مانند ہے۔ کہ جس کے موتی قدر و قیمت میں تمام جواہرات سے بڑھے ہوئے ہیں اور حضور پرنور اس ہار کے سب سے بڑے اور بیش قیمت اور نفیس موتی ہیں۔ اس کی دلیل وہ احادیث صحیحہ ہیں جن میں وارد ہے کہ آپ سید العالمین اور خلیفہ اکبر ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

[2] دلائل ابی نعیم میں حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا اور زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ حضرت آدم سے لے کر یہاں تک کہ مجھے میرے والدین نے جنا جاہلیت کے زنا کا دھبا مجھے نہیں لگا۔

| | |
|---|---|
| حَفِظَ الْاِلٰهُ كَرَامَةً لِمُحَمَّدٍ<br>اٰبَاءَهُ الْاَمْجَادَ صَوْنًا لِاسْمِهٖ<br>تَرَكُوا السِّفَاحَ فَلَمْ يُصِبْهُمْ عَارُهٗ<br>مِنْ اٰدَمَ وَاِلٰى اَبِيْهِ وَاُمِّهٖ<br>سَرَاةٌ سَرٰى نُوْرُ النُّبُوَّةِ فِيْ اَسَارِيْرِ<br>غُرِّهِمُ الْبَهِيَّةِ ○ وَيَدَّرَ بَدْرُهٗ فِيْ<br>جَبِيْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَابْنِهٖ عَبْدِ اللّٰهِ | ۱۔ یہ محمد کی کرامت ہے کہ اللہ نے آپ کے نام کی حفاظت کے لئے آپ کے بزرگ اجداد کو محفوظ رکھا۔<br>۲۔ انھوں نے زنا سے پرہیز کیا۔ اور آدم سے لیکر آپکے والد تک اور حوا سے لیکر آپکی والدہ تک انھیں زنا کا دھبا نہ لگا۔<br>یہ وہ سردار ہیں[1] ۔ کہ جن کی پیشانیوں کی خوبصورت سپیدیوں میں نور نبوت منتقل ہوتا رہا۔<br>اور اس نور نبوت کا بدر عبدالمطلب اور انکے بیٹے عبداللہ کی پیشانی میں ظاہر ہوا۔ |

[1] علامہ ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی نے مروج الذہب میں جو انھوں نے تین سو تینتیس ہجری میں تصنیف کی لکھا ہے کہ لوگوں نے عبدالمطلب کی نسبت اختلاف کیا ہے۔ بعض کی رائے ہے کہ عبدالمطلب مومن موحد تھا۔ نہ اس نے اور نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام میں سے کسی اور نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا۔ آنحضرت پاک پشتوں میں منتقل ہوتے رہے۔ اور خود آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میں نکاح سے پیدا ہوا نہ زنا سے۔ اور بعض کی یہ رائے ہے کہ عبدالمطلب مشرک تھا اور آپ کے دیگر آباء کرام بھی مشرک تھے سوائے انکے جنکا ایمان ثابت ہوا ہے۔ علامہ مسعودی کا مذہب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے تمام آباء کرام مومن موحد تھے۔ کیونکہ انھوں نے عبدالمطلب کی نسبت لکھا ہے فمن کان مقرًّا بالتوحید مثبتًا للوعید تارکًا للتقلید عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ احادیث صحیحہ سے اسی مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت منہ (میں بنی آدم کے بہترین طبقات سے بھیجا گیا ایک قرن بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا) حدیث مسلم میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔ اسیطرح ترمذی میں بسند حسن آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کیا۔ پس مجھ کو انکے سب سے اچھے گروہ میں بنایا۔ پھر قبیلوں کو چنا تو مجھے سب سے اچھے قبیلہ میں بنایا۔ پھر گھروں کو چنا تو مجھے انکے سب سے اچھے گھر میں بنایا۔ پس میں روح وذات اور اصل کے لحاظ سے ان سب سے اچھا ہوں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں بالاسناد لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لم یلتق ابوای فی سفاح لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبۃ الی ارحام طاھرۃ صافیا مھذبا لا تتشعب شعبتان الا کنت فی خیرھا (میرے ماں باپ زنا میں جمع نہیں ہوئے۔ اللہ عزوجل مجھے پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف صاف ومہذب نقل کرتا رہا۔ کوئی دو گروہ جدا نہ ہوتے تھے مگر میں ان میں سے بہتر میں تھا) اور قرآن میں آیا ہے وتقلبك فی الساجدین اس کی ایک تفسیر یہی ہے کہ نور آنحضرت ایک سجدہ کرنے والے سے دوسرے سجدہ کرنے والے میں منتقل ہوتا رہا۔ ماحصل اس تمام کا یہی ہوا کہ آنحضرت کے تمام آباء وامہات شرک کے آلودگی سے پاک رہے ہیں۔ کوئی انہیں مشرک کافر نہ تھا۔ کیونکہ مشرک کے حق میں کبھی الفاظ مختار وطاہر وغیرہ استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ نجس کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے کہ حضرت ابراہیم کا باپ کافر تھا۔ جیسا کہ قرآن سے ظاہر ہے۔ کیونکہ آزر ان کا حقیقی باپ نہ تھا بلکہ چچا تھا۔ عرب چچا کو باپ کہہ دیتے ہیں۔ بلکہ قرآن میں ہے وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ حالانکہ اسمٰعیل یعقوب کے چچا تھے۔ لہٰذا جو احادیث اسکے خلاف وارد ہیں انکی تاویل ضروری ہے مثلاً حدیث مسلم میں ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص سے فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دوزخ میں ہیں۔ یہاں بھی باپ سے مراد بظاہر آپکے چچا ابوطالب ہیں (شرح ابن حجر علے الہمزیہ) یا یہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا کے نازل ہونے سے پیشتر آپ نے فرمایا تھا۔ اسیطرح ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت کو اپنی والدہ کیلئے استغفار کی اجازت نہ دی گئی۔ ممکن ہے آپ کو بعد میں اجازت مل گئی ہو۔ اس تاخیر میں کوئی مصلحت منظر ہو۔ علاوہ ازیں ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ کے والدین زندہ کئے گئے۔ پس آپ پر ایمان لائے۔ اس صورت میں اجازت کا نہ ملنا اور اپنے والد کی نسبت فرمانا کہ وہ دوزخ میں ہیں قبل زندہ ہونے کے ہوگا۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے۔ (اما آبائے کرام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پس ہمہ ایشاں از آدم تا عبداللہ طاہر ومطہر اند از دنس کفر ورجس شرک چنانکہ فرمودہ آمدہ ام از اصلاب طاہرہ ودلائل دیگر کہ متاخرین علماء حدیث آنرا تحریر وتقریر نمودہ اند وگویا این علمے است کہ حق تعالے سبحانہٗ مخصوص گردانیدہ است بایں متاخران را یعنے علم آنکہ آبا واجداد شریف آنحضرت ہمہ بر دین توحید واسلام بودہ اند واز کلام متقدمین السیح سے گروہ کلمات برخلاف آن (وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَخْتَصُّ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ) وخدا جزاے خیر دہد شیخ جلال الدین سیوطی را کہ دریں باب رسائل تصنیف کردہ اند وافادہ واجادہ نمودہ ایں معنا را ظاہر وباہر گردانیدہ است وحاشا للہ کہ ایں نور پاک را در

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْم

وَلَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِبْرَازَ حَقِيْقَتِهِ الْمُحَمَّدِيَّةِ وَاِظْهَارَهٗ جِسْمًا وَّرُوْحًا بِصُوْرَتِهٖ وَمَعْنَاهُ ○ نَقَلَهٗ اِلٰى مَقَرِّهٖ مِنْ صَدَفَةِ اٰمِنَةَ الزُّهْرِيَّةِ ○ وَخَصَّهَا الْقَرِيْبُ الْمُجِيْبُ بِاَنْ تَكُوْنَ اُمًّا لِّمُصْطَفَاهُ ○ وَنُوْدِيَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِحَمْلِهَا لِاَنْوَارِهِ الذَّاتِيَّةِ ○ وَصَبَا كُلُّ صَبٍّ لِهُبُوْبِ صَبَاهُ ○ وَكُسِيَتِ الْاَرْضُ بَعْدَ طُوْلِ جَدْبِهَا مِنَ النَّبَاتِ حُلَلًا سُنْدُسِيَّةً ○

الٰہی بعطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

جب اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی کی حقیقت[1] ﷺ کو جسم و روح کے لحاظ سے ظاہر و باطن کے ساتھ ظاہر کرنا چاہا۔ تو اُسے آمنہ زہریہ[2] کے صدف رحم میں اُسکے جائے قرار میں منتقل کر دیا۔ اور اُس قریب مجیب (یعنی اللہ تعالیٰ) نے آمنہ کو خاص کر دیا کہ وہ اُس کے مصطفےٰ کی ماں ہو۔ اور آسمانوں اور زمین میں منادی کر دی گئی کہ آمنہ ذات محمدی کے انوار سے حاملہ[3] ہو گئی ہیں اور ہر ایک عاشق اُس کی بادِ صبا کے چلنے سے مشتاق ہو گیا۔ اور زمین مدت کی خشک سالی کے بعد روئیدگی کی مخملی پوشاکیں پہنائی گئیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱) جائے ظلمانی لیدبہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر ابدا و امخزی و مخذول گردانند انتہیٰ۔ رسائل سیوطی جنکی طرف محدث دہلوی نے اشارہ کیا ہے مطبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن میں چھپ گئے ہیں جسے شوق ہو انکا مطالعہ کرے۔

۱ حقیقۃ لینے سے مراد اس کا کمال خاص ہوتا ہے۔

۲ بی بی آمنہ کا نسب یوں ہے۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر۔ وہب نسب و شرف میں کل بنی زہرہ کا سردار تھا۔ اور بی بی آمنہ حسب نسب میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں۔

۳ اخرج ابو نعیم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال کان فی دلالۃ حمل آمنۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کل دابۃ کانت لقریش نطقت تلک اللیلۃ وقالت حُمل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورب الکعبۃ وھو امام الدنیا وسراج اہلہا ولم یبق سریر ملک من ملوک الدنیا الا اصبح منکوسا وفرت وحوش المشرق الی وحوش المغرب بالبشارات وکذا اہل البحار بشر بعضہم بعضا ولہ فی کل شہر

من شهور حمله نداء فی الارض ونداء فی السماء ان ابشروا فقد آن ان یظهر ابو القاسم صلی الله
علیه وسلم میمونا مبارکا وروی ابو نعیم ان آمنة اتاها آت بعد ستة اشهر من حملها وقال
یا آمنة انك قد حملت بخیر العالمین فاذا وضعتیه فسمیه محمدا واکتمی شانك ثم لما اخذها الطلق
وکانت وحدها رأت کان طائرا ابیض قد مسح فؤادها فذهب روعها ثم اوتیت بشربة بیضاء
فتناولتها فاضاء لها نور عال ثم رأت نسوة کالنخل طولا فاحدقن بها فقالت من این علمتن بی وفی روایة فقلن نحن آسیة
امرأة فرعون ومریم ابنة عمران وهؤلاء الحور العین ثم رأت دیباجا ابیض مد بین السماء والارض ورجالا بایدیهم اباریق
فضة وقطعة من الطیر اقبلت حتی غطت حجرتها مناقیرها من الزمرد واجنحتها من الیاقوت ورأت مشارق الارض
ومغاربها وثلاثة اعلام مضروبات علما بالمشرق وعلما بالمغرب وعلما علی ظهر الکعبة. فاخذها النفاس فوضعته صلی الله علیه وسلم
فاذا هو ساجد قد رفع اصبعیه الی السماء کالمتضرع المبتهل ثم رأت سحابة بیضاء تغشیه فغیبته عنها فسمعت منادیا ینادی یقول طوفوا به مشارق الارض ومغاربها وادخلوه
البحار لیعرفوه باسمه ونعته وصورته ویعلموا انه سمی الماحی لا یبقی شیء من الشرك الا محی فی زمنه صلی الله علیه وسلم ثم تجلت عنه فی اسرع وقت

ترجمہ۔ ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ آمنہ کے حاملہ ہونے کی علامت یہ تھی کہ اس رات قریش کا ہر ایک چارپایہ گویا ہوا اور بولا تھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیٹ میں آگئے۔ کعبہ کے رب کی قسم وہ دنیا کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔ اور دنیا کے بادشاہوں
میں سے کسی کا تخت نہ رہا کہ اوندھا نہ ہوا ہو۔ اور مشرق کے حیوانات مغرب کے حیوانات کے پاس خوشخبریاں لے کر گئے۔
اور اسی طرح بحری حیوانات نے آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دی۔ اور آپ کے حمل کے مہینوں میں سے ہر مہینے میں
زمین و آسمان میں آواز آتی تھی کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ وقت آپہنچا ہے کہ برکت والے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم
ظاہر ہوں۔ اور ابونعیم نے روایت کی ہے کہ حمل شریف کے چھ مہینے کے بعد کوئی آنے والا آمنہ کے پاس (خواب میں)
آیا اور کہا۔ اے آمنہ۔ بیشک تیرے پیٹ میں خیر العالمین ہیں۔ جب وہ پیدا ہوں۔ تو ان کا نام محمد رکھنا۔ اور اپنا حال چھپائے
رکھنا۔ پھر جب آمنہ کو درد زہ شروع ہوا۔ اور وہ اکیلی تھیں۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے نے ان کے دل پر مسح کر دیا۔ پس
ان کا ڈر جاتا رہا۔ آمنہ کے پاس سفید شربت لایا گیا۔ پس آپ نے اس کو پی لیا۔ اور ان کے لئے بڑا نور روشن ہوا۔ پھر انہوں نے
کھجور کی طرح لمبی عورتیں دیکھیں۔ پس انہوں نے آمنہ کو گھیر لیا۔ آمنہ نے پوچھا تم نے کہاں سے مجھے جان لیا۔ ایک روایت میں
ہے کہ انہوں نے مجھ سے کہا ہم فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم ہیں اور یہ حور عین ہیں۔ پھر آمنہ نے
سفید دیباج زمین و آسمان میں پھیلی ہوئی دیکھی اور کئی اشخاص دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے کوزے تھے الخ۔

وَأَيْنَعَتِ الثِّمَارُ وَأَدْنَى الشَّجَرُ لِلْجَانِي جَنَاهُ ○
وَنَطَقَتْ بِحَمْلِهَا كُلُّ دَابَّةٍ لِقُرَيْشٍ بِفِصَاحِ
الْأَلْسُنِ الْعَرَبِيَّةِ ○ وَخَرَّتِ الْأَسِرَّةُ وَ
الْأَصْنَامُ عَلَى الْوُجُوهِ وَالْأَفْوَاهِ ○ وَتَبَاشَرَتْ
وُحُوشُ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ وَدَوَابُّهَا الْبَحْرِيَّةُ
وَاحْتَسَتِ الْعَوَالِمُ مِنَ السُّرُورِ كَأْسَ
حُمَيَّاهُ ○ وَبُشِّرَتِ الْجِنُّ بِإِظْلَالِ زَمَنِهِ
وَانْتُهِكَتِ الْكَهَانَةُ وَرَهِبَتِ الرَّهْبَانِيَّةُ ○
وَلَهِجَ بِخَبَرِهِ كُلُّ حَبْرٍ خَبِيرٍ وَفِي حُلَا حُسْنِهِ
تَاهَ ○ وَأُتِيَتْ أُمُّهُ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهَا
إِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِسَيِّدِ الْعَالَمِينَ وَخَيْرِ
الْبَرِيَّةِ ○ وَسَمِّيهِ إِذَا وَضَعْتِيهِ
مُحَمَّدًا لِأَنَّهُ سَتُحْمَدُ عُقْبَاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمٍ

پھل پک گئے۔ درختوں نے توڑنے والوں کیلئے اپنے پھل
جھکا دیئے۔ اور قریش کا ہر ایک چارپایہ فصیح عربی زبانوں
میں آمنہ کے حمل کی خبر کے ساتھ گویا ہوا۔ تخت اور بت
اپنی پیشانیوں اور منہ کے بل گر پڑے۔ مشرق و مغرب کے
وحشی چرند و پرند اور دریائی جانوروں نے ایک دوسرے
کو خوشخبری دی۔ تمام جہان نے اس خوشی کی شراب کا
پیالہ پیا۔ جنوں نے آپ کے زمانے کے قریب آنے کی
خوشخبری دی۔ کہانت[1] کی آبرو جاتی رہی۔ رہبانیت
پر خوف طاری ہوا۔ ہر ایک ہوشیار عالم آپ کی خبر کا
مشتاق ہوا۔ اور آپ کے حسن کی خوبیوں میں حیران ہوا۔
اور آپ کی والدہ نے خواب میں سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ
تیرے پیٹ میں خیر الخلق اور سارے جہان کا سردار ہے
جب وہ پیدا ہوں تو تم انکا نام محمد ﷺ رکھنا اسلئے کہ انکی عاقبت
محمود ہوگی۔ الٰہی معطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام



(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) پرندوں کا ایک غول آیا جس نے اس کے حجرے کو ڈھانپ لیا۔ ان کی چونچیں زمرد کی اور بازو یاقوت
کے تھے۔ اور آمنہ نے زمین کے مشرق و مغرب دیکھے اور تین جھنڈے گڑے ہوئے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ
کی پشت پر۔ پس نفاس شروع ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتے ہی بہ تضرع و زاری کرنے والے شخص کی طرح سجدہ کر رہے
تھے اور اپنی دونوں انگلیوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے پھر آمنہ نے دیکھا کہ ایک سفید بادل نے آنحضرت کو ڈھانپ لیا اور آمنہ سے آپ کو
غائب کر دیا پس آمنہ نے ایک منادی کرنے والے کو یہ کہتے سنا کہ انکو زمین کے مشارق و مغارب میں گشت کراؤ اور سمندروں میں داخل کرو تاکہ وہ
انکے نام و صفت و صورت سے پہچان لیں اور جان لیں کہ کوئی شرک باقی نہ رہیگا جو انکے زمانے میں مٹایا نہ جائے۔ پھر وہ بادل بہت جلد آپ سے دور ہو گیا
شرح الہمزیہ لابن حجر۔ [1] اکثر لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ کہانت اس شیطان کی طرف سے ہوا کرتی تھی جو کاہن کو غائب چیزوں کی خبریں دیتا

وَلَمَّا تَمَّ مِنْ حَمْلِهٖ شَهْرَانِ عَلٰى مَشْهُوْرِ الْاَقْوَالِ الْمَرْوِيَّةِ ۝ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ الشَّرِيْفَةِ اَبُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَكَانَ قَدِ اجْتَازَ بِاَخْوَالِهٖ بَنِيْ عَدِيٍّ مِنَ الطَّائِفَةِ النَّجَّارِيَّةِ ۝ وَمَكَثَ فِيْهِمْ شَهْرًا سَقِيْمًا يُعَانُوْنَ سُقْمَهٗ وَشَكْوَاهُ ۝ وَلَمَّا تَمَّ مِنْ حَمْلِهٖ عَلَى الرَّاجِحِ تِسْعَةُ اَشْهُرٍ قَمَرِيَّةٍ ۝ وَاٰنَ لِلزَّمَانِ اَنْ يَّنْجَلِيَ عَنْهُ صَدَاهُ ۝ حَضَرَ اُمَّهٗ لَيْلَةَ مَوْلِدِهٖ اٰسِيَةُ وَمَرْيَمُ فِيْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْحَظِيْرَةِ الْقُدْسِيَّةِ ۝ وَاَخَذَهَا الْمَخَاضُ فَوَلَدَتْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرًا يَّتَلَأْلَأُ سَنَاهُ ۝

وَمُحَيًّا كَالشَّمْسِ مِنْكَ مُضِيْءٌ
اَسْفَرَتْ عَنْهُ لَيْلَةٌ غَرَّاءُ
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِيْ كَانَ لِلدِّيْنِ
سُرُوْرٌ بِيَوْمِهٖ وَازْدِهَاءُ

جب قول مشہور کے موافق حمل شریف کو دو مہینے پورے ہوئے۔ تو مدینہ منورہ میں آپکے والد عبد اللہ نے وفات پائی اثنائے گزر اپنے ماموؤں بنی عدی پر ہوا تھا جو قبیلہ بنجار میں سے تھے۔ انہیں ایک مہینہ بیمار پڑے رہے۔ اس اثنا میں بنی عدی انکی بیماری و شکایت کا علاج کرتے رہے۔

جب بنا بر قول راجح حمل شریف کو چاند کے حساب سے پورے نو مہینے ہو گئے اور وقت آ پہنچا کہ زمانے کا زنگ دور ہو جائے۔ تو شب ولادت میں بی بی آسیہ اور مریم بہشت سے حوروں کو لے کر آپ کی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آمنہ خاتون کو درد زہ شروع ہوا پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایسے نور کہ جس کی روشنی چمکتی تھی

ترجمہ اشعار

۱۔ اور کیا خوب ہے تیرا چہرہ جو سورج کی طرح چمکنے والا ہے۔ جس سے نورانی رات روشن ہو گئی۔

۲۔ یعنی ایسے مولد کی رات کہ جسکے دن سے دین کو بڑی خوشی اور فخر ہے



(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) تھا۔ شیاطین چوری سے فرشتوں سے سن لیتے تھے اور کاہنوں کو بتا دیتے تھے۔ اور کاہن ان خبروں کو بواسطے لوگوں تک پہنچا دیتے تھے۔ اللہ تعالے اپنی کتاب میں اسکی نسبت خبر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاۗءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا۔ دوسری جگہ ہے يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ ایک اور جگہ وارد ہے۔ وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰۗـــِٕــهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ۔ جن شیاطین غیب نہیں جانتے مگر فرشتوں سے چھپ کر سن لیتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ انتہی مروج الذہب ومعادن الجوہر للمسعودی۔

۱؎ عبد المطلب کی ماں سلمی بنت عمرو بن زید الخزرجیۃ النجاریہ تھی۔ تاریخ ابن اثیر۔ عبد المطلب کے ارشاد کے موافق عبد اللہ ایک قافلے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) کے ساتھ تجارت کے لئے ملک شام کو گئے ہوئے تھے۔ واپس آتے ہوئے راستہ میں یثرب میں عبدالمطلب کے ماموؤں کے ہاں ٹھیرے تھے کہ پیام اجل آپہونچا۔

۲؎ یعنی زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے دل بوجہ ارتکاب کفر و معاصی زنگ آلود ہو گئے تھے۔ مگر اب وہ وقت آپہونچا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے دلوں کا زنگ دور ہو جائے۔

۳؎ یہ اشعار امام بوصیری رحمہ اللہ کے قصیدہ ہمزیہ سے لئے گئے ہیں۔ دوسرے شعر میں ناظم علیہ الرحمۃ نے تولد شریف کو رات اور دن دونوں کیطرف منسوب کیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ بعض قائل ہیں کہ تولد مبارک رات کے وقت ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ دن کے وقت ہوا۔ صحیح قول یہ ہے کہ دن کے وقت ہوا مگر طلوع فجر کے ذرا بعد جب کہ ستارے ابھی نظر پڑ رہے تھے۔ اسی قول کو امام بوصیری رح نے اختیار کیا ہے جیسا کہ تیسرے شعر سے ظاہر ہے۔ پانچواں شعر تشریح طلب ہے۔ طالع اصل میں وہ ستارہ ہے جس سے کاہن و منجم آئندہ حوادث پر استدلال کرتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ جب فلاں ستارہ چڑھے گا۔ تو ایسا ایسا وقوع میں آئے گا۔ طالع کی نسبت کفر کیطرف اس سبب سے کی گئی کہ کفار کا اس پر اعتماد ہے۔ طالع کفر سے مراد یہاں وہ امور ہیں جو دلالت کرتے تھے کہ کفار پر زوال پڑے گا چنانچہ رویائے موبذان والہام سطیح وغیرہ۔ مطلب یہ ہوا کہ موبذان فارس اور ربیعہ بن نصر (دیکھو دلائل ابی نعیم) وغیرہ نے جو خوفناک خواب دیکھے اور سطیح نے جو کچھ ان کے جواب میں کہا وہ سب اس امر کی دلیل تھے کہ آنحضرت کے تولد سے اہل فارس و دیگر کفار کو زوال آئے گا اور ان پر وبال پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ چھٹے شعر میں بشارت ہواتف کا ذکر ہے۔ ایک ہاتف نے (دیکھو شرح ابن حجر ہیتمی علے الہمزیہ) کوہ حجون پر جو مکہ میں ہے یوں کہا تھا۔

فاقسم ما انثی من الناس انجبت — ولا ولدت انثی من الناس واحدہ

کما ولدت زھریۃ ذات مفخر — مجنبۃ لوم القبائل ماجدہ

یعنی میں قسم کھاتا ہوں کہ کسی عورت نے لوگوں میں سے کوئی ایسا فرزند گرامی نہیں جنا جیسا کہ قبیلوں کے برائی دور کرنے والی فخر والی بزرگوار ام منتہ زہریہ نے جنا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ

يَوْمَ نَالَتْ بِوَضْعِهِ ابْنَةُ وَهْبٍ
مِنْ فَخَارٍ مَا لَمْ تَنَلْهُ النِّسَاءُ
وَأَتَتْ قَوْمَهَا بِأَفْضَلَ مِمَّا
حَمَلَتْ قَبْلُ مَرْيَمُ الْعَذْرَاءُ
مَوْلِدٌ كَانَ مِنْهُ فِي طَالِعِ الْكُفْرِ
وَبَالٌ عَلَيْهِمُ وَوَبَاءُ
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَاتِفِ أَنْ قَدْ
وُلِدَ الْمُصْطَفٰى وَحَقَّ الْهَنَاءُ
هٰذَا وَقَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ
مَوْلِدِهِ الشَّرِيفِ أَئِمَّةٌ ذَوُو رِوَايَةٍ وَدِرَايَةٍ [ل]

۳- وہ بڑا دن کہ وہب کی بیٹی نے آنحضرت کی ولادت کے سبب وہ فخر حاصل کیا جو دوسری عورتوں کو نصیب نہیں ہوا
۴- اور اپنی قوم کے پاس اس نبی کو لائیں جو حضرت عیسے سے افضل ہیں جنہیں پہلے مریم باکرہ اٹھا کر لائی تھیں
۵- ایسا تولد شریف ہوا کہ اسکے سبب کفر کے طالع میں کفار پر بڑی وبا اور وبال آیا۔
۶- اور ہاتفوں نے پے در پے بشارت دی کہ مصطفےٰ پیدا ہوئے اور سب کو خوشی حاصل ہوئی۔

یہ تو ولادت شریف کا بیان ہوا اور بیشک آپ کے تولد شریف کے ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو ان اماموں نے جو صاحب روایت و درایت ہیں اچھا جانا ہے۔

لہ سید احمد دحلان نے سیرت نبویہ میں لکھا ہے کہ لوگوں میں معمول ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قیام مستحسن ہے کیونکہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ اور اس فعل کو اکثر علمائے جو مقتدائے امت ہیں کیا ہے۔ علامہ حلبی نے اپنی سیرت نبویہ میں لکھا ہے کہ بعض نے روایت کی ہے کہ امام سبکی کے پاس اکثر علمائے وقت جمع تھے۔ پس کسی نے اس مجلس میں امام صرصری کا یہ قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پڑھا ہے

قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب ۔۔۔ على ورق من خط احسن من كتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه ۔۔۔ قياما صفوفا او جثيا على الركب

پس اس وقت تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بڑا انس پیدا ہوا۔ قیام کیطرح مولود شریف کا کرنا اور لوگوں کا اس کے لئے جمع ہونا بھی مستحسن ہے۔ امام نووی کے استاد امام ابو شامہ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن جو صدقات و احسان اور زینت و خوشی کا اظہار ہوتا ہے وہ ہمارے زمانے کی بدعات حسنہ سے ہے کیونکہ فقرا کے ساتھ احسان کے علاوہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کار خیر کے کرنے والے کے دل میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور وہ اللہ کا شکر کرتا ہے کہ اس نے ہم پر یہ احسان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے

فطوبى لمن كان تعظيمه صلى الله عليه وسلم غاية مرامه ومرماه ○

عطر اللهم قبره الكريم
بعرف شذي من صلاة وتسليم

وبرز صلى الله عليه وسلم واضعا يديه على الأرض رافعا رأسه إلى السماء العلية ○ مومئا بذلك الرفع إلى سودده وعلاه ○ ومشيرا إلى رفعة قدره على سائر البرية ○ وأنه الحبيب الذي حسنت طباعه وسجاياه ○ ودعت أمه عبد المطلب وهو يطوف بهاتيك البنية ○ فأقبل مسرعا ونظر إليه وبلغ من السرور مناه ○ وأدخله الكعبة الغراء وقام يدعو بخلوص النية ○ ويشكر الله تعالى على ما من به عليه وأعطاه ○ وولد صلى الله عليه وسلم ○ نظيفا مختونا مقطوع السرة بيد القدرة الإلهية ○ طيبا دهينا مكحولة بكحل العناية عيناه ○ وقيل ختنه جده بعد سبع ليال سوية ○ وأولم وأطعم وسماه محمدا وأكرم مثواه ○

عطر اللهم قبره الكريم
بعرف شذي من صلاة وتسليم

پس سعادت ہے اس شخص کو جس کی مراد و مقصود کی غایت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔

الٰہی معطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس حال میں کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھے ہوئے تھے اور اپنا سر بلند آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ اس سر اٹھانے سے آپ اپنی سرداری اور اعلےٰ مراتب اور ساری مخلوقات سے برتر ہونے کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اور نیز اس امر کی طرف کہ آپ وہ حبیب ہیں جن کی طبیعت اور اخلاق نیک ہیں۔ آپ کی والدہ نے عبد المطلب کو بلایا جو بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے پس وہ جلدی آئے اور آنحضرت کی طرف دیکھا اور خوشی سے اپنی آرزوؤں کو پہنچے۔ آنحضرت کو کعبہ شریف میں لے گئے اور کھڑے ہو کر خلوص نیت سے آپ کے لئے دعا کی اور خدا کے اس احسان و عطیہ کا شکریہ کیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے پاکیزہ۔ قدرت الٰہی کے ہاتھ سے ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ۔ پاک نورانی چہرہ۔ اور دونوں آنکھیں عنایت الٰہی سے سرمگین۔ بعض نے کہا ہے کہ پوری سات راتوں کے بعد آپ کے دادا نے آپکا ختنہ کیا اور ولیمہ دیا اور کھانا کھلایا اور آپکا نام محمد رکھا اور آپ کے لئے اچھی جگہ بنائی۔

الٰہی معطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) ہیں۔ امام سخاوی نے کہا کہ مولود شریف کا کرنا قرون ثلاثہ (یعنے تابعین) کے بعد حادث ہوا۔ پھر تو سو قت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) سے ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان مولود شریف کرتے ہیں اور انکی راتوں میں طرح طرح کے صدقات دیتے ہیں اور شوق سے مولود پڑھتے ہیں۔ جسکی برکتوں سے اُنپر فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔ ابن جوزی نے کہا کہ مولود شریف کے خواص سے یہ ہے کہ اُس سال امن رہتاہے اور آرزو اور مقصود جلد حاصل ہوتا ہے۔ پادشاہوں میں سب سے پہلے مولود شریف کو ملک مظفر ابو سعید صاحب اربل نے جاری کیا اور حافظ ابن وحیہ نے اُس کے لئے ایک رسالہ مولود تالیف کیا جسکا نام التنویر فی مولد البشیر النذیر رکھا۔ ملک مظفر نے اس کے صلے میں ابن وحیہ کو ایک ہزار دینار دئے اور مولود شریف کیا۔ شاہ مظفر ربیع الاول میں مولود کیا کرتا تھا اور بڑا مجمع ہوا کرتا تھا۔ ملک موصوف مسرور نافذ الحکم۔ شجاع۔ دلیر۔ عاقل۔ عالم اور عادل تھا۔ اُس کی سلطنت دیر تک رہی۔ یہاں تک کہ اس نیک سیرت و نیک طینت نے چھ سو تیس ہجری میں انتقال فرمایا جبکہ وہ شہر عکا میں فرنگیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سبط ابن جوزی نے مرآۃ الجنان میں لکھاہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جو ملک مظفر کے دسترخوان پر کسی مولود میں حاضر ہوا۔ بیان کیا کہ میں نے اُس میں پانچ ہزار بکریوں کی سریاں بھنی ہوئی۔ اور دس ہزار مرغیاں اور ایک لاکھ ملائی کی طشتریاں اور تیس ہزار حلوے کی رکابیاں شمار کیں۔ مولود شریف میں اُس کے پاس بڑے بڑے علما و صوفیہ کرام حاضر ہوا کرتے تھے۔ وہ اُن کو خلعت دیا کرتا تھا اور انکے لئے عود ولبان وغیرہ جلایا کرتا تھا اور مولود پر تین لاکھ دینار خرچ کیا کرتا تھا۔ حافظ ابن حجر نے مولود شریف کی اصل کو حدیث سے ثابت کیاہے اور وہ یہ ہے کہ صحیح بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ یہود عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے اُن سے سبب دریافت کیا اُنہوں نے عرض کی کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسے علیہ السلام کو نجات دی۔ ہم شکریہ میں اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہاری نسبت حضرت موسے کے زیادہ قریب ہیں۔ حضرت عباس رضہ نے ابولہب کو خواب میں دیکھا کہ دوشنبہ کے روز اُس کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اُس کی دو انگلیوں سے پانی نکل آتا ہے جسے وہ پی لیتا ہے۔ اس تخفیف کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا جب اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی تھی۔ اللہ تعالے ملک شام کے حافظ شمس الدین محمد بن ناصر پر رحم کرے۔ جنہوں نے کہاہے ؎ اذا کان هذا کافر جاء ذمه۔ وتبت یداه فی الجحیم مخلدا۔ اتی انه فی یوم الاثنین دائما۔ یخفف عنه للسرور باحمدا۔ فما الظن بالعبد الذی کان عمره۔ باحمد مسرورا ومات موحدا۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں آیا ہے کہ اُسکے دونو ہاتھ ہلاک ہوں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جب ایسے کافر پر احمد مجتبے کی ولادت پر خوش ہونے کے سبب ہر دوشنبہ کو عذاب میں تخفیف کیجاتے۔ تو اُس بندے کی نسبت کیا گمان ہوگا جو عمر بھر احمد مجتبے

وَظَهَرَ عِنْدَ وِلَادَتِهِ خَوَارِقُ وَغَرَائِبُ غَيْبِيَّةٌ ○ إِرْهَاصًا لِنُبُوَّتِهِ وَإِعْلَامًا بِأَنَّهُ مُخْتَارُ اللّٰهِ وَمُجْتَبَاهُ ○ فَزِيْدَتِ السَّمَاءُ حِفْظًا وَرُدَّ عَنْهَا الْمَرَدَةُ وَذَوُو النُّفُوسِ الشَّيْطَانِيَّةِ ○ وَرَجَمَتِ النُّجُومُ النَّيِّرَاتُ كُلَّ رَجِيمٍ فِي حَالِ مَرْقَاهُ ○ وَتَدَلَّتْ إِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْجُمُ الزُّهْرِيَّةُ ○ وَاسْتَنَارَتْ بِنُوْرِهَا وِهَادُ الْحَرَمِ وَرُبَاهُ ○

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت غیب سے عجیب غریب اور خارق عادت باتیں ظاہر ہوئیں تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ کے برگزیدہ و پسندیدہ ہیں۔ آسمان کی حفاظت زیادہ[1] ہو گئی۔ اور سرکش جن و شیاطین اس سے روکے گئے۔ اور ہر ایک شیطان مردود پر آسمان پر چڑھنے کی حالت میں شہاب ثاقب گرائے گئے۔ اور روشن ستارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے اور انکے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے[2]۔

[1] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شیاطین پہلے آسمانوں سے نہیں روکے جاتے تھے۔ آسمانوں میں جا کر ان امور کی خبریں لایا کرتے تھے جو زمین پر عنقریب وقوع میں آنے کو ہوتے تھے۔ پس کاہنوں کو بتا دیا کرتے تھے۔ جب حضرت عیسے ؑ پیدا ہوئے تو تین آسمانوں سے اور بنابر روایت وہب چار سے روکے گئے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو تمام آسمانوں سے روکے گئے۔ اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کی گئی۔ سیرت حلبیہ۔

[2] ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور نیز بیہقی نے بالاسناد لکھا ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے کہا کہ مجھے میری ماں (فاطمہ ثقفیہ) نے خبر دی کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کے پاس دردزہ کے وقت حاضر تھی پس میں ستاروں کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ اتنے نزدیک ہو گئے کہ میں نے خیال کیا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے انتہے۔ ستاروں کا نزدیک ہونا آنحضرت کی تعظیم کے لئے تھا۔ کسی اور نبی کے لئے ایسا وقوع میں نہیں آیا۔ دلائل ابی نعیم میں حدیث شفاء بنت عمرو میں ہے۔ قالت الشفاء فاضاء لی ما بین المشرق والمغرب حتی نظرت الی بعض قصور الشام یعنی شفاء نے کہا پس مشرق اور مغرب کا درمیان میرے واسطے روشن ہو گیا یہاں تک کہ میں نے شام کے بعض محل دیکھے۔

وَخَرَجَ مَعَهُ نُورٌ اَضَاءَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ الْقَيْصَرِيَّةِ ○ فَرَآهَا مِنْ بِطَاحِ مَكَّةَ دَارُهُ وَمَغْنَاهُ ○ وَانْصَدَعَ الْإِيوَانُ بِالْمَدَائِنِ الْكِسْرَوِيِّ الَّذِي رَفَعَ اَنُوشِرْوَانُ سَمْكَهُ وَسَوَّاهُ ○ وَسَقَطَ اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِنْ شُرُفَاتِهِ الْعُلْوِيَّةِ ○ وَكُسِرَ مُلْكُ كِسْرَى لِهَوْلِ مَا اَصَابَهُ وَعَرَاهُ ○ وَخَمَدَتِ النِّيرَانُ الْمَعْبُودَةُ بِالْمَمَالِكِ الْفَارِسِيَّةِ ○ لِطُلُوعِ بَدْرِهِ الْمُنِيرِ وَاِشْرَاقِ مُحَيَّاهُ ○ وَغَاضَتْ بُحَيْرَةُ سَاوَةَ وَكَانَتْ بَيْنَ هَمْدَانَ وَقُمَّ مِنَ الْبِلَادِ الْعَجَمِيَّةِ ○ جَفَّتْ اِذْ كَفَّ وَاكِفُ مَوْجِهَا الثَّجَّاجِ يَنَابِيعَ هَاتِيكَ الْمِيَاهِ ○ وَفَاضَ وَادِي سَمَاوَةَ وَهِيَ مَفَازَةٌ فِي فَلَاةٍ وَبَرِّيَّةٍ ○ لَمْ يَكُنْ بِهَا قَبْلُ مَاءٌ يَنْقَعُ لِلظَّمْآءِ اللِّهَاهَ ○ وَكَانَ مَوْلِدُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَوْضِعِ الْمَعْرُوفِ بِالْعِرَاصِ الْمَكِّيَّةِ ○ وَالْبَلَدِ الَّذِي لَا يُعْضَدُ شَجَرُهُ وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ ○ وَاخْتُلِفَ فِي عَامِ وِلَادَتِهِ وَفِي شَهْرِهَا وَفِي يَوْمِهَا عَلٰى اَقْوَالٍ لِلْعُلَمَاءِ مَرْوِيَّاتٍ ○

ولادت کے وقت آنحضرت کے ساتھ ایسا نور نکلا۔ کہ جس سے شام کے قیصری محل روشن ہو گئے۔ پس ان محلوں کو ان لوگوں نے دیکھا کہ جن کے مکان اور گھر مکہ شریف کی وادی میں تھے۔ کسریٰ کے شہر مدائن میں وہ محل پھٹ گیا جس کی چھت نوشیرواں نے بلند کی تھی اور اسے درست و برابر کیا تھا۔ اس محل کے اونچے کنگروں میں سے چودہ گر پڑے[1]۔ اور اس دہشت سے جو اسے پہونچی اور اس پر طاری ہوئی کسریٰ کی سلطنت پراگندہ ہو گئی۔ اور آنحضرت کے بدر منیر کے چڑھنے اور چہرے کے روشن ہونے سے وہ آگ جو ممالک فارس میں پوجی جاتی تھی بجھ گئی۔ اور بحیرہ ساوہ جو بلاد عجم میں ہمدان اور قم کے درمیان تھا زمین میں جذب ہو گیا اور جب اس کی لہر کا جاری پانی بند ہو گیا۔ تو اس پانی کے سوتے خشک ہو گئے۔ اور وادی سماوہ جو جنگل و صحرا میں ایک بیابان تھا اس کی ندی لبالب بہنے لگی حالانکہ اس میں پہلے اتنا پانی نہ تھا کہ پیاسوں کا حلق تر کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اس جگہ ہوئی جو مکہ کی میدانوں میں مشہور ہے اور اس شہر میں ہوئی کہ جس کے درخت اور سبز گھاس کے کاٹے جانے کی ممانعت ہے۔ ولادت شریف کے سال اور مہینے اور دن کے بارے میں علماء سے مختلف قول مروی ہیں

[1] دلائل ابی نعیم میں حدیث ابی مخزومی میں جس کی عمر ڈیڑھ سو سال کی تھی مذکور ہے کہ کسریٰ نے یہ واقعات دیکھ کر موبذان فارس سے ان تمام کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ عرب کی طرف سے کوئی حادثہ وقوع میں آئے گا۔ تب کسریٰ نے نعمان بن منذر کو لکھا کہ میرے پاس عرب کے کسی عالم کو بھیجو جو میرے سوالوں کا جواب دے۔ نعمان نے عبد المسیح بن حیان کو بھیجا۔ جب کسریٰ نے عبد المسیح کو سب قصہ سنایا۔ تو اس نے کہا کہ اس کا علم میرے ماموں سطیح کے پاس ہے جو شام کے شرقی حصے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱) میں رہتا ہے۔ اس پر کسریٰ نے عبدالمسیح کو ملک شام میں سطیح کے پاس بھیجا۔ جب عبدالمسیح وہاں پہنچا تو سطیح بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ عبدالمسیح کیطرف سر اُٹھا کر السلام سے کہا۔ عبدالمسیح تھوی الی سطیح۔ وقد ادنی علی الضریح۔ بعثك ملك بنی ساسان لارتجاس الایوان۔ وخمود النیران۔ ورؤیا الموبذان۔ رائ ابلا صعابا۔ تقود خیلا عرابا۔ قد قطعت دجلۃ وانتشرت فی بلاد فارس یا عبدالمسیح اذا ظہرت التلاوۃ۔ وغارت بحیرہ ساوہ۔ وخرج صاحب الھراوۃ۔ وفاض وادی السماوہ۔ فلیست الشام لسطیح بشام یملك منہم ملوك وملكات۔ علی عدد الشرافات۔ وكلما ھو اٰت اٰت

یعنی اے عبدالمسیح۔ تو سطیح کے پاس آتا ہے حالانکہ وہ تو پا در گور ہے۔ تجھ کو بنی ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے کیونکہ اُس کا محل لڑکھڑا گیا ہے اور آگ بجھ گئی ہے۔ اور موبذان نے خواب میں دیکھا ہے کہ سخت اونٹ عربی گھوڑوں کو لئے جاتے ہیں یہاں تک کہ اُنہوں نے دجلہ کو عبور کیا اور بلاد فارس میں پھیل گئے۔ اے عبدالمسیح جب تلاوت ظاہر ہوگی اور بحیرہ ساوہ زمین میں جذب ہو جائے گا۔ اور صاحب عصا یعنے محمد مصطفےٰ ظاہر ہو جائے گا۔ اور وادی سماوہ لبالب ہو جائے گی۔ تو شام سطیح کے لئے شام نہ رہے گا۔ اُنہیں سے کنگروں کے عدد کے موافق بادشاہ اور ملکہ ہونگی۔ اور جو آنے والا ہے۔ آکر رہے گا انتہٰے۔ یہ کہہ کر سطیح مر گیا۔ جیسا اُس نے کہا تھا ظہور میں آیا۔ نوشیرواں سے یزدگرد تک چودہ ملک و ملکہ تخت فارس پر بیٹھے۔ پھر تمام فارس مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔

[1] یہ بحیرہ چھ میل لمبا اور اُسی قدر چوڑا تھا۔ ایسے بڑے بحیرے کا خشک ہو جانا مجملہ خوارق ہے۔

[2] سماوہ ایک گاؤں تھا شام و کوفہ کے درمیان۔

[3] یہ ارشاد جناب رسالت مآب نے فتح مکہ کے روز فرمایا تھا۔ جیسا کہ کتب حدیث سے ظاہر ہے۔

وَالرَّاجِحُ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ ثَانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوَّلِ مِنْ عَامِ الْفِيلِ الَّذِي صَدَّهُ اللّٰهُ عَنِ الْحَرَمِ وَحَمَاهُ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ

بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

وَاَرْضَعَتْهُ اُمُّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامًا ثُمَّ اَرْضَعَتْهُ ثُوَيْبَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ ○ الَّتِي اَعْتَقَهَا اَبُوْ لَهَبٍ حِيْنَ وَافَتْهُ عِنْدَ مِيْلَادِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِبُشْرَاهُ ○ فَاَرْضَعَتْهُ مَعَ اِبْنِهَا مَسْرُوْحٍ وَاَبِي سَلَمَةَ وَهِيَ بِهٖ حَفِيَّةٌ ○ وَاَرْضَعَتْ قَبْلَهٗ حَمْزَةَ الَّذِي حُمِدَ فِي نُصْرَةِ الدِّيْنِ سُرَاهُ ○ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ اِلَيْهَا بِصِلَةٍ وَّكِسْوَةٍ هِيَ بِهَا حَرِيَّةٌ ○ اِلٰى اَنْ اَوْرَدَ هَيْكَلَهَا رَائِدُ الْمَنُوْنِ الضَّرِيْحَ وَاَوَارَاهُ ○ قِيْلَ عَلٰى دِيْنِ قَوْمِهَا الْفِئَةِ الْجَاهِلِيَّةِ ○ وَقِيْلَ اَسْلَمَتْ اَثْبَتَ الْخِلَافَ ابْنُ مَنْدَهْ وَحَكَاهُ ○ ثُمَّ اَرْضَعَتْهُ الْفَتَاةُ حَلِيْمَةُ السَّعْدِيَّةُ ○

قول راجح یہ ہے کہ آپ کی پیدایش دوشنبہ کے دن ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ سال فیل میں ہوئی۔ وہ فیل جس کو اللہ نے حرم شریف سے روک لیا اور اُسے بچا لیا۔ؑ

الٰہی معطر ور درود سلام معطر بکن قبر خیر الانام

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ نے کئی دن دودھ پلایا۔ پھر ثویبہ نے جو بنی اسلم سے تھی آپ کو دودھ پلایا۔ اسی ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کر دیا تھا جس وقت وہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشخبری لے کر اُس کے پاس آئی تھی۔ ثویبہ نے آپ کو اپنے بیٹے مسروح اور ابوسلمہ (ابن عبدالاسد مخزومی) کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔ اور وہ آپ پر بڑی مہربان تھی۔ آپ سے پہلے ثویبہ نے حضرت حمزہ (بن عبدالمطلب) کو دودھ پلایا تھا۔ جن کی جوانمردی دین کی مدد میں تعریف کی گئی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ثویبہ کو انعام ولباس بھیجا کرتے تھے جس کی وہ سزاوار تھیں۔ یہاں تک کہ موت کے قاصد نے اُس کی میت کو شق قبر میں اُتار دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم یعنی جاہلی گروہ کے دین پر مری۔ اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی۔ اس خلاف کو ابن مندہ نے ثابت کیا اور حکایت کیا ہے۔ پھر آپ کو جوان عورت حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ اور قوم میں سے ہر ایک نے

ؑ قصہ اصحاب فیل قرآن میں مذکور ہے۔

۱؎ حاشیہ صفحہ ۲۳) ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن مندہ امام و حافظ حدیث تھے۔ ابو الشیخ نے کہا کہ وہ ہمارے استادوں کے استاد اور ائمہ امام ہیں انہوں نے سہل بن عثمان کا زمانہ پایا ہے۔ رجب سنہ تین سو ایک ہجری میں وفات پائی۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں انکا حال لکھا ہے۔ سیرت حلبیہ میں ہے کہ ثویبہ کے اسلام لانے کو سوائے ابن مندہ کے کسی نے ذکر نہیں کیا۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ طبقات ابن سعد میں وہ قول مذکور ہے جو دلالت کرتا ہے کہ ثویبہ ایمان نہ لائی تھی۔ لیکن ابن مندہ کی نقل اس سے رد نہیں ہو سکتی۔ اور سیوطی کے خصائص صغرے میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جن عورتوں نے دودھ پلایا وہ سب اسلام لائی ہیں گر ثویبہ کے بیٹے مسروح کے ایمان لانے پر ہیں واقف نہیں ہوا انتہے

۲؎ ابن اسحاق نے بروایت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب لکھا ہے کہ حلیمہ نے کہا کہ میں اپنے شہر سے مع اپنے خاوند اور بچے کے بنی سعد بن بکر کی عورتوں کے ساتھ شیر خوار بچوں کی تلاش میں نکلی۔ قحط سالی کا یہ عالم تھا کہ ہمارے پاس کچھ نہ رہا تھا۔ میں اپنی سفید دراز گوش پر سوار تھی اور ہمارے ساتھ ہماری عمر رسیدہ اونٹنی تھی جو اللہ کی قسم دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ دیتی تھی۔ بھوک سے اپنے بچے کی گریہ وزاری کے سبب ہم رات بھر نہ سوتے تھے۔ نہ تو میری چھاتی میں اتنا دودھ تھا کہ اُسے کافی ہوتا اور نہ اونٹنی دودھ دیتی تھی کہ اُس کی صبح کی خوراک بنتا۔ گر ہم بارش و کشائش کی امید کرتے تھے۔ القصہ میں اپنی دراز گوش پر سوار ہو کر نکلی جو ایسی کمزور و لاغر تھی کہ اُس نے قافلے کو روک رکھا یہاں تک کہ یہ خبر اُن پر گراں گذری۔ اس طرح ہم مکہ میں پہنچے۔ ہم میں سے جس عورت پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیش کئے جاتے تھے۔ وہ انکار کر دیتی تھی جب اُسے یہ کہا جاتا تھا کہ وہ یتیم ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم بچے کے باپ سے بھلائی کی امید کیا کرتی تھیں۔ ہم کہا کرتی تھیں کہ فلاں تو یتیم ہے۔ اُس کی ماں اور دادا کیا سلوک کرے گا۔ پس ہم یتیم کو اس سبب سے پسند نہ کیا کرتی تھیں۔ میرے ساتھ کی عورتوں کو تربیت کے لئے بچے مل گئے۔ واپسی کے وقت میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ کسی شیر خوار بچے کے بغیر واپس جاؤں۔ اللہ کی قسم۔ میں اُس یتیم کو لے چلتی ہوں۔ اُس نے کہا کچھ مضائقہ نہیں اُسے ہی لے چلو۔ خدا اُس میں ہمیں برکت دیگا۔ میں اُسے ساتھ لے کر گھر کیطرف چلی۔ جب میں نے اُسے اپنی گود میں لیا۔ تو میری دونو چھاتیوں سے دودھ نکل آیا۔ دائیں چھاتی سے آپ نے اور بائیں سے آپ کے دودھ بھائی (عبد اللہ بن الحرث) نے پیا یہاں تک کہ دونو سیر ہو گئے اور سو گئے۔ میرا خاوند اُس اونٹنی کیطرف اُٹھا۔ ناگاہ اُس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ اُس نے اتنا دودھ دوہا کہ میرے خاوند اور میں نے سیر ہو کر پیا۔ اور رات آرام سے گذری۔ جب صبح ہوئی۔ تو میرا خاوند کہتا تھا۔

وَكَانَ قَدْ ذَوَى كُلٌّ مِنَ الْقَوْمِ ثَدْيُهَا لِفَقْرِهَا وَأَبَاهُ ○ فَأَخْصَبَ عَيْشُهَا بَعْدَ الْمَحْلِ قَبْلَ الْعَشِيَّةِ ○ وَدَرَّ ثَدْيَاهَا بِدَرٍّ لَبَنَهُ الْيَمِيْنُ مِنْهُمَا وَلَبَنُ الْآخَرِ لِأَخَاهُ ○ وَأَصْبَحَتْ بَعْدَ الْهُزَالِ وَالْفَقْرِ غَنِيَّةً ○ وَسَمِنَتِ الشَّارِفُ لَدَيْهَا وَالشِّيَاهُ ○ وَانْجَابَ عَنْ جَانِبِهَا كُلُّ مُلِمَّةٍ وَرَزِيَّةٍ ○ وَطَرَّزَ السَّعْدُ بُرْدَ عَيْشِهَا الْهَنِيِّ وَوَشَّاهُ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيْم

وَكَانَ يَشِبُّ فِي الْيَوْمِ شَبَابَ الصَّبِيِّ فِي

اُس کی چھاتی کو محتاجی کے سبب خشک کر دیا تھا اور دودھ پلانے سے انکار کر دیا تھا۔ پس حلیمہ شام سے پہلے خوشحال ہو گئی اور اُس کی چھاتیوں سے بکثرت دودھ نکلا۔ دائیں چھاتی سے آنحضرت کو اور بائیں سے اپنے رضاعی بھائی (عبد اللہ بن الحرث) کو دودھ پلایا۔ اور وہ لاغری اور محتاجی کے بعد مالدار ہو گئی اور اُس کی عمر رسیدہ اونٹنی اور بکریاں موٹی ہو گئیں۔ اُس کی ساری سختی اور مصیبت دور ہو گئی۔ اور سعادت نے اُس کی خوشگوار زندگی کی چادر کو بوٹیدار اور منقش کر دیا۔

الٰہی بعطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عنایت الٰہی سے ایک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲) اے حلیمہ۔ اللہ کی قسم تو نے مبارک بچہ لیا ہے۔ پھر ہم روانہ ہوئے۔ میں نے آنحضرت کو اپنے ساتھ دراز گوش پر سوار کر لیا۔ وہ دراز گوش قافلے کو پیچھے چھوڑ گئی۔ تمام دراز گوشوں میں سے کوئی اُس کے برابر نہ چل سکتا تھا۔ میرے ساتھ کی عورتیں متعجب ہو کر کہتی تھیں۔ اے ابوذویب کی بیٹی۔ کیا یہ وہی دراز گوش نہیں۔ جس پر تو سوار ہو کر نکلی تھی۔ میں ان سے کہتی تھی۔ اللہ کی قسم۔ یہ تو وہی ہے۔ اس طرح ہم اپنے گھر پہنچے۔ آنحضرت کی برکت سے میرا ریوڑ شام کو سیر ہو کر آتا اور خوب دودھ دیتا۔ دوسروں کے ریوڑ بھوکے آتے اور دودھ کا ایک قطرہ نہ دیتے۔ جب آپ دو سال کے ہو گئے۔ تو میں نے آپ کا دودھ چھڑا دیا۔ اور آپ کی والدہ کے پاس لے کر آئی۔ میں نے اُن سے کہا۔ کاش تو اپنے بیٹے کو میرے پاس رہنے دے یہاں تک کہ قوی ہو جائے۔ کیونکہ مجھے اُس پر وبائے مکہ کا ڈر ہے۔ پس بی بی آمنہ نے آپ کو ہمارے ساتھ واپس کر دیا۔ اللہ کی قسم ہمیں آئے ہوئے کچھ مہینے (دو یا تین) گزرے تھے کہ ایک روز آپ اپنے دودھ بھائی کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بھیڑوں میں تھے۔ کہ ناگاہ آپ کا بھائی دوڑا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) اس قریشی بھائی کو دو شخصوں نے پکڑ لیا جن پر سفید کپڑے ہیں اور پہلو کے بل لٹا دیا۔ پس اس کا پیٹ پھاڑا اور وہ دونوں اس کے پیٹ میں اپنا ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں۔ اس پر میں اور آپ کا باپ آپ کی طرف نکلے۔ دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں اور آپ کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ میں اور آپ کا باپ۔ دونوں آپ کے گلے لپٹ گئے۔ پس ہم نے کہا۔ بیٹے تجھے کیا ہوا۔ آپ نے تمام ماجرا بیان کیا۔ پس ہم آپ کو اپنے خیمہ میں لے آئے۔ میرے خاوند نے کہا۔ اے حلیمہ۔ مجھے ڈر ہے اس لڑکے کو کسی جن بھوت کا آسیب ہے۔ اسے آسیب ظاہر ہونے سے پہلے اس کے کنبے میں چھوڑ آ۔ میں آپ کو لے کر آپ کی ماں کے پاس آئی۔ اور بڑے اصرار کے بعد ان سے حقیقت حال بیان کی۔ ماں نے کہا۔ اللہ کی قسم۔ ان پر شیطان کو کوئی دخل نہیں۔ میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔ مختصراً از سیرت ابن ہشام۔ اس تمام قصے کو اسحاق ابن راہویہ اور ابو یعلے اور طبرانی اور بیہقی اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے۔ شرح ابن حجر علے الہمزیہ

لے جو عورتیں محتاج ہوتی ہیں۔ قلت غذا کے سبب ان کی چھاتی میں عموماً دودھ کم ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص انہیں کچھ دے۔ وہ عموماً اسے اپنے کھانے میں صرف نہیں کرتیں۔ بلکہ دیگر ضروریات میں صرف کر دیتی ہیں۔ چونکہ حلیمہ محتاج تھیں۔ اس لئے قوم میں سے کوئی اسے بچہ تربیت کے لئے نہ دیتا تھا۔

الشَّهْرِ بِعِنَايَةٍ رَبَّانِيَّةٍ ○ فَقَامَ
عَلَى قَدَمَيْهِ فِي ثَلَاثٍ وَمَشَى فِي
خَمْسٍ - وَقَوِيَتْ فِي تِسْعٍ مِنَ الشُّهُورِ
بِفَصِيحِ النُّطْقِ قُوَاهُ ○ وَشَقَّ الْمَلَكَانِ
صَدْرَهُ الشَّرِيفَ لَدَيْهَا وَأَخْرَجَا
مِنْهُ عَلَقَةً دَمَوِيَّةً ○ وَأَزَالَا مِنْهُ
حَظَّ الشَّيْطَانِ وَبِالثَّلْجِ غَسَلَاهُ ○
وَمَلَآهُ حِكْمَةً وَمَعَانِيَ إِيمَانِيَّةً ○
ثُمَّ خَاطَاهُ وَبِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ خَتَمَاهُ ○
وَوَزَنَاهُ فَرَجَحَ بِأَلْفٍ مِنْ أُمَّتِهِ أُمَّةِ الْخَيْرِيَّةِ ○

میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرے لڑکے ایک مہینے
میں بڑھتے ہیں۔ تین مہینے میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہوگئے۔
پانچ مہینے میں چلنے لگے۔ اور نو مہینے میں آپ کے
قوے فصیح کلام کرنے پر قادر ہو گئے۔ جب آپ حلیمہ ہی
کے ہاں تھے تو دو فرشتوں نے آپ کا سینہ مبارک
پھاڑا۔ اس میں سے ایک خون کی پھٹکی نکالی۔ اور
آپ سے شیطان کا حصہ نکال ڈالا۔ اور اس کو برف
سے دھویا اور حکمت اور ایمان کی باتوں سے بھر دیا۔
پھر اسے سی دیا۔ اور مہر نبوت[1] کے ساتھ اس پر نشان
کر دیا۔ اور آپ کو وزن کیا۔ تو آپ اپنی ایک امت کے
ہزار[2] آدمیوں پر وزن میں غالب آ گئے

[1] وہ مہر نبوت جو آپ کی نبوت کی علامت تھی۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔ اور بوقت تولد موجود تھی۔ اور جو یہاں مذکور ہے وہ سینہ مبارک پر لگائی گئی تھی۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھو سیرت حلبیہ۔

[2] ابن اسحاق نے بروایت خالد بن معدان الکلاعی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد شق صدر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ آپ کو آپ کی امت کے دس آدمیوں کے مقابل وزن کرو۔ پس اس نے مجھے دس کے مقابل وزن کیا۔ میں وزن میں ان پر غالب آیا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کی امت کے سو کے مقابل وزن کرو۔ پس اس نے سو کے مقابل مجھے وزن کیا۔ پس میں وزن میں ان پر غالب آیا۔ پھر اس نے کہا کہ آپ کی امت کے ہزار کے مقابل وزن کرو۔ پس اس نے مجھے ہزار کے مقابل وزن کیا۔ پس میں وزن میں ہزار پر غالب آیا۔ تب اس نے کہا۔ ان کو جانے دیں۔ اللہ کی قسم اگر تو ان کو ان کی ساری امت کے مقابل وزن کرے گا۔ تو البتہ آپ اس پر بھی وزن میں غالب آئیں گے۔
سیرت ابن ہشام

وَنَشَأَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَكْمَلِ الْأَوْصَافِ
مِنْ صِبَاهُ ○ ثُمَّ رَدَّتْهُ إِلٰى أُمِّهٖ وَهِيَ بِهٖ غَيْرُ سَخِيَّةٍ
حَذَرًا مِنْ أَنْ يُّصَابَ بِمُصَابٍ حَادِثٍ تَخْشَاهُ ○
وَوَفَدَتْ عَلَيْهِ حَلِيْمَةُ فِيْ أَيَّامِ خَدِيْجَةَ
السَّيِّدَةِ الرَّضِيَّةِ ○ فَحَبَاهَا مِنْ حِبَائِهِ
الْوَافِرِ بِحِبَاهُ ○ وَقَدِمَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ
فَقَامَ إِلَيْهَا وَأَخَذَتْهُ الْأَرْيَحِيَّةُ ○ وَبَسَطَ
لَهَا مِنْ رِدَائِهِ الشَّرِيْفِ بِسَاطَ بِرِّهٖ
وَنَدَاهُ ○ وَالصَّحِيْحُ أَنَّهَا أَسْلَمَتْ
مَعَ زَوْجِهَا وَالْبَنِيْنَ وَالذُّرِّيَّةِ ○ وَقَدْ
عَدَّهُمْ فِي الصَّحَابَةِ جَمْعٌ مِّنْ ثِقَاتِ
الرُّوَاةِ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے کامل ترین اوصاف
پر نشو ونما پایا۔ پھر حلیمہ نے اگرچہ اس کا جی تو نہ چاہتا تھا
آپ کو آپ کی والدہ کے سپرد کیا مبادا آپ کو کوئی نئی
مصیبت پہنچے جس سے وہ ڈرتی تھی۔ پاکیزہ سیدہ خدیجہ کے
زمانے میں حلیمہ آنحضرت کے پاس آئی تھی۔ تو آپ نے بڑی
بخشش سے اُسے بہت کچھ دیا۔ اور جب آپ کے پاس
حنین[1] کے دن آئی۔ تو آپ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے
ہو گئے۔ آپ کو خوشی حاصل ہوئی اور اپنی چادر مبارک سے
اپنے احسان و بخشش کا فرش بچھایا۔ صحیح یہ ہے کہ حلیمہ اپنے
خاوند اور لڑکوں اور نسل سمیت ایمان لائیں اور ثقہ راویوں
کے ایک گروہ نے اُن سب کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

شعر

الٰہی بعطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام



[1] حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک جنگل کا نام ہے۔ یہاں ایک بڑی بھاری لڑائی جناب رسالتمآب اور کفار ہوازن و ثقیف کے درمیان ہوئی تھی۔ مسلمان بارہ ہزار اور کفار چار ہزار تھے۔ مسلمان چونکہ اپنی کثرت پر نازاں تھے۔ اس لئے پہلے ہلے میں اُنکو ہزیمت ہوئی۔ مگر کوشش کرکے انہوں نے خوب لڑائی کی۔ جناب سرور کائنات نے اپنا دلدل زمین پر بٹھلا کر ایک مشت خاک کفار پر پھینک دی۔ فوراً کفار کی فوج شکست کھا کر بھاگ نکلی۔ منجملہ قیدیوں کے شیما بنت الحارث جو آپ کی رضاعی بہن تھی گرفتار ہو کر آئی۔ اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اسکی کوئی نشانی۔ شیما نے جواب دیا کہ آپ نے ایک دفعہ میری پیٹھ پر کاٹا تھا۔ آپ نے اس کی پشت پر نشان دیکھ کر اس کے لئے اپنی چادر بچھائی اور فرمایا۔ اگر تو چاہے۔ تو میرے پاس رہ۔ اگر چاہے تو زادراہ وغیرہ دے کر تیری قوم میں پہنچا دوں۔ اس نے عرض کی کہ مجھے اپنی قوم میں پہنچا دیجئے۔ پس آپ نے اس کو اسکی قوم میں پہنچا دیا۔ ابو عمر (مصنف استیعاب) نے کہا کہ شیما اسلام لے آئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَلَمَّا بَلَغَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَرْبَعَ سِنِيْنَ
خَرَجَتْ بِهٖ أُمُّهٗ إِلَى الْمَدِيْنَةِ النَّبَوِيَّةِ ○ ثُمَّ
عَادَتْ فَوَافَتْهَا بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِشِعْبِ الْحَجُوْنِ
الْوَفَاةُ ○ وَحَمَلَتْهُ حَاضِنَتُهٗ أُمُّ أَيْمَنَ الْحَبْشِيَّةُ
الَّتِيْ زَوَّجَهَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَعْدُ
مِنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَاهُ ○ وَأَدْخَلَتْهُ عَلٰى
جَدِّهٖ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَضَمَّهٗ إِلَيْهِ وَرَقَّ لَهٗ
وَأَعْلٰى رُقِيَّهٗ ○ وَقَالَ إِنَّ لِابْنِيْ هٰذَا الشَّانَ
عَظِيْمًا فَبَخٍ بَخٍ لِمَنْ وَقَّرَهٗ وَوَالَاهُ ○ وَلَمْ تَشْكُ
فِيْ صِبَاهُ جُوْعًا وَلَا عَطَشًا قَطُّ نَفْسُهُ الْأَبِيَّةُ ○

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چار برس کے ہوئے
تو آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینۃ النبی میں گئیں۔[1]
پھر واپس آئیں۔ تو ابوا، یا حجون کی گھاٹی میں ان
کی موت آ پہونچی۔ پس آنحضرت کی خادمہ ام ایمن حبشیہ[2]
نے جس کا نکاح آپ نے اس کے بعد اپنے آزاد کیے ہوئے
غلام زید بن حارثہ سے کر دیا تھا آپ کو اُٹھا لیا اور آپ کے
دادا عبد المطلب کے پاس لائیں۔ عبد المطلب نے آپ کو
اپنے آغوش تربیت میں لیا۔ اور آپ پر شفقت کی اور
آپ کی بڑی حمایت کی۔ اور کہا کہ میرے اس بیٹے کی بڑی
شان ہے۔ پس شاباش اس کو جو آپ کی تعظیم کرے
اور آپ کے نفس ابیہ نے بچپن میں کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت نہ کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶) نے اسے تین غلام اور ایک لونڈی اور اونٹ اور بکریاں عطا کیں اور اس کا نام حذافہ رکھا اور کہا کہ شیما اس کا لقب تھا۔ زاد المعاد لابن القیم

[1] بی بی آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس غرض سے مدینہ میں لے گئی تھیں کہ میرے رشتہ دار بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوں

[2] ام ایمن کنیت ہے برکہ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن النعمان کی۔ یہ پہلے عبید الحبشی کے نکاح میں تھیں جس سے ایمن پیدا ہوئے جو یوم حنین میں شہید ہوئے۔ اس ایمن کے سبب انکی کنیت ام ایمن ہے۔ عبید کے بعد آنحضرت نے انکا نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا جنکا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ زید سے اسامہ پیدا ہوئے جنہوں نے ۵۴ ہجری میں خلافت معاویہ میں انتقال کیا۔ ام ایمن آنحضرت کو اپنے والد سے میراث میں آئی تھی۔ جب آنحضرت نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کیا تو اس کو آزاد کر دیا تھا۔ ام ایمن نے دو ہجرتیں کیں۔ پہلے حبشہ کیطرف پھر مدینہ طیبہ کیطرف۔ حضور فرمایا کرتے تھے ام ایمن امی بعد امی یعنے میری ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہے۔ اور آپ انکی زیارت کو انکے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے حضرت صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرح انکی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ استیعاب لابن عبد البر۔

وَكَثِيْرًا مَا غَدَا فَاغْتَذٰى بِمَآءِ زَمْزَمَ فَاَشْبَعَهٗ وَاَرْوَاهُ ○ وَلَمَّا اُنِيْخَتْ بِفِنَآءِ جَدِّهٖ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَطَايَا الْمَنِيَّةِ ○ كَفَلَهٗ عَمُّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ شَقِيْقُ اَبِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ ○ فَقَامَ بِكَفَالَتِهٖ بِعَزْمٍ قَوِيٍّ وَهِمَّةٍ وَحَمِيَّةٍ ○ وَقَدَّمَهٗ عَلَى النَّفْسِ وَالْبَنِيْنَ وَرَبَّاهُ ○ وَلَمَّا بَلَغَ اِثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً رَحَلَ بِهٖ اِلَى الْبِلَادِ الشَّامِيَّةِ ○

اور اکثر آپ صبح کو ... جاتے۔ پس زمزم کا پانی پیتے۔ اور سیر و سیراب ہو جاتے۔ جب موت کی سواریاں آپ کے دادا عبدالمطلب کے صحن میں بٹھائی گئیں۔ تو آپ کے چچا ابو طالب جو آپ کے والد عبداللہ کے حقیقی بھائی تھے آپ کے کفیل ہوئے۔ ابو طالب نے محکم ارادے اور ہمت و غیرت سے آپ کی کفالت کو انجام دیا۔ اور آپ کو اپنی ذات اور بیٹوں پر مقدم رکھا۔ اور آپ کی پرورش کی۔ جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی۔ تو ابو طالب آپ کو ملک شام کے شہروں کی طرف لے گیا۔

ے دلائل ابی نعیم میں حدیث ام ایمن میں یوں مذکور ہے۔ قالت ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکا جوعا قط ولا عطشا۔ فکان یغدو اذا اصبح فیشرب من ماء زمزم شربة فربما عرضنا علیہ الغداء فیقول لا ارید انا شبعان۔ ترجمہ۔ ام ایمن نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کی ہو۔ جب صبح ہوتی۔ تو آپ جاتے پس زمزم کا پانی پیتے۔ بسا اوقات ہم صبح کا کھانا آپ کے آگے پیش کرتے۔ تو آپ فرماتے میں نہیں چاہتا۔ میں سیر ہوں۔

ے ابو طالب نے ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی جو حضور کی برکت سے فوراً قبول ہوئی تھی۔ چنانچہ ابن عساکر نے بروایت عرفطہ یوں ذکر کیا ہے۔ قال قدمت مكة وهم فی سنة قحط فقالت قریش یا ابا طالب اقحط الوادی واجدب العیال فهلم فاستسق فخرج ابو طالب ومعه غلام کانه شمس دجن انجلت عنه سحابة قتماء وحوله اغیلمة فاخذ ابو طالب الغلام والصق ظهره بالکعبة ولاذ الغلام باصبعه وما فی السماء قزعة فاقبل السحاب من ههنا وههنا

واغدق واغدودق وانفجر له الوادی واخصب النادی والبادی وفی ذلک یقول ابو طالب

؎ وابیض یستسقی الغمام بوجهه - ثمال الیتامی عصمة للارامل -

ترجمہ عرفطہ (ابن الخباب صحابی) نے کہا - میں مکہ میں آیا اور اہل مکہ قحط سالی میں مبتلا تھے - قریش نے کہا - اے ابو طالب - جنگل قحط زدہ ہو گیا - اور ہمارے زن و فرزند قحط میں مبتلا ہیں - پس آ اور بارش کے لئے دعا کر - ابو طالب نکلا اور اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا وہ تاریک ابر کا آفتاب تھا کہ جس سے سیاہ بادل دور ہو گیا ہو - اور اس کے گرد چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے - پس ابو طالب نے لڑکے کو لیا اور اپنی پیٹھ کعبہ سے لگائی اور اس لڑکے (محمد مصطفےٰ) نے اس کی انگلی پکڑی - اور آسمان میں کوئی بادل کا ٹکڑا نہ تھا - پس بادل چاروں طرف سے آنے لگے - اور مینہ برسا اور بہت برسا - اور جنگل میں پانی ہی پانی جاری ہوا اور شہری و بدوی خوشحال ہو گئے -

اس بارے میں ابو طالب کہتا ہے ؎ وہ (محمد مصطفےٰ) گورے ہیں جن کے چہرے کے وسیلے سے نزول باراں طلب کیا جاتا ہے - آپ یتیموں کے ملجا و ماوا اور رانڈوں یا درویشوں کے محافظ ہیں -

انتہے قسطلانی و شرح ابن حجر

وَقَدْ عَرَفَهُ الرَّاهِبُ بَحِيْرَا بِمَا حَازَهُ مِنْ وَصْفِ النُّبُوَّةِ وَحَوَاهُ ۝ وَقَالَ اِنِّیْ اَرَاهُ سَيِّدَ الْعٰلَمِيْنَ وَرَسُوْلَ اللّٰهِ وَنَبِيَّهٗ ۝

اور بحیرا راہب نے آپ کو ان اوصاف نبوت سے پہچان لیا جو آپ میں موجود تھے اور کہا کہ میں آپ کو سارے جہان کا سردار اور اللہ کا رسول اور اس کا نبی گمان کرتا ہوں۔

؏۱ عن ابی موسیٰ قال خرج ابو طالب الی الشام وخرج معه النبی صلی اللہ علیه وسلم فی اشیاخ من قریش فلما اشرفوا علی الراهب هبطوا فحلوا رحالهم فخرج الیهم الراهب وکانوا قبل ذلك یمرون به فلا یخرج الیهم قال فهم یحلون رحالهم فجعل یتخللهم الراهب حتی جاء فاخذ بید رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال هذا سید العالمین هذا رسول رب العالمین یبعثه اللہ رحمة للعالمین فقال له اشیاخ من قریش ما علمك به فقال انکم حین اشرفتم من العقبة لم یبق شجر ولا حجر الا خر ساجدا ولا یسجدان الا لنبی وانی اعرفه بخاتم النبوة اسفل من غضروف کتفه مثل التفاحة۔ ثم رجع فصنع لهم طعاما فلما اتاهم به کان هو فی رعیة الابل فقال ارسلوا الیه فاقبل وعلیه غمامة تظله فلما دنا من القوم وجدهم قد سبقوه الی فیء شجرة فلما جلس مال فیء الشجرة علیه فقال انظروا الی فیء الشجرة مال علیه فقال انشدکم علیه ایکم ولیه قالوا ابو طالب فلم یزل یناشده حتی رده ابو طالب وبعث معه ابو بکر بلالا وزوده الراهب من الکعك والزیت رواه الترمذی (مشکوٰة۔ باب فی المعجزات) ترجمہ: ابو موسیٰ سے روایت ہے۔ کہا کہ ابو طالب شام کی طرف نکلا اور اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑھوں میں نکلے۔ جب راہب (بحیرا) کے قریب پہونچے۔ تو اترے اور اپنے کجاووں کو کھولنے لگے۔ پس راہب ان کی طرف نکلا۔ اور اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گزرتے تھے۔ پس آنکی طرف نہ نکلتا تھا۔ راوی نے کہا۔ وہ اپنے کجاوے کھولتے تھے اور راہب انکے درمیان پھرتا تھا یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کہا یہ سارے جہان کا سردار ہے۔ رب العالمین کا رسول ہے۔ اللہ اس کو سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریش کے بڑھوں نے پوچھا۔ تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہا۔ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے۔ کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا۔ مگر سجدے میں گر پڑا۔ اور درخت اور پتھر نبی کے سوا دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور میں ان کو مہر نبوت سے

قد يسجد له الشجر والحجر ولا يسجدان الا لنبي أواه ○ وانا لنجد نعته في الكتب القديمة السماوية ○ وبين كتفيه خاتم النبوة قد عممه النور وعلاه ○ وامر عمه برده الى مكة تخوفا عليه من اهل دين اليهودية ○ فرجع به ولم يجاوز من الشام المقدس بصراه ○

عطر اللهم قبره الكريم
بعرف شذي من صلاة وتسليم

تحقیق درختوں اور پتھروں نے آپ کو سجدہ کیا ہے۔ اور درخت اور پتھر سوائے رحم دل نبی کے کسی شخص کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور ہم البتہ آپ کی نعت کو پرانی آسمانی کتابوں میں پاتے ہیں۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے جس کو نور نے گھیرا ہوا ہے۔ اور آپ کے چچا سے کہا کہ ان کو مکہ میں واپس لے جاؤ کیونکہ ڈر ہے کہیں یہودی انکو قتل کر دیں۔ پس ابو طالب آپ کو واپس لے آیا اور شام مقدس کے شہر بصرے سے آگے نہ بڑھا۔

الہی سعطر درود و سلام
معطر کہن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۲) جو کہ آپ کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر راہب واپس آیا اور انکے لئے کھانا تیار کیا۔ جب وہ انکے پاس کھانا لایا۔ تو آنحضرت اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے۔ کہا۔ آپ کو بلالو۔ پس آپ آئے اور آپ پر بادل سایہ کئے ہوئے تھا۔ جب آپ قوم کے نزدیک آئے۔ تو انکو درخت کے سایہ کیطرف آگے بڑھتے ہوئے پایا۔ جب آپ بیٹھے۔ تو درخت کا سایہ آپ کیطرف ہٹ آیا۔ راہب نے کہا۔ دیکھو درخت کا سایہ آپ کیطرف ہٹ آیا۔ پس کہا تمہیں خدا کی قسم۔ بتاؤ۔ انکا ولی کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ ابو طالب۔ پس وہ اس کو خدا کی سوگند دیتا رہا یہاں تک کہ ابو طالب نے آپ کو واپس کر دیا۔ اور ابو بکر رض نے آپ کے ساتھ بلال کو بھیجا۔ اور راہب نے آپ کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادراہ کے لئے دیا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے انتہے۔ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور اس میں کوئی شے منکر نہیں مگر الفاظ بعث معہ ابو بکر بلالا۔ احتمال ہے کہ یہ الفاظ اس حدیث میں مدرج ہوں اور کسی راوی کے وہم کے سبب کسی دوسری حدیث سے منقطع ہوں۔

لے عرب میں حرام مہینوں میں جو جنگ ہوئے انہیں حروب فجار کہتے ہیں۔ فجار چار ہیں۔ اخیر جنگ فجار میں جو چار سال تک جاری رہا پانچ لڑائیاں ہوئیں۔ یہ لڑائیاں قریش و کنانہ اور ہوازن کے درمیان تھیں۔ سوائے چوتھی لڑائی کے سب میں ہوازن غالب رہے۔ چوتھی لڑائی میں جیسا کہ ہم شرح لکھتے ہیں خاب رسالت مآب کے چچا آپ کو بھی لے گئے تھے یہ حضور کے وجود با جود کی برکت تھی کہ اس روز قریش و کنانہ غالب رہے۔ اس وقت حضور کی عمر چودہ سال کی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ کنت

وَلَمَّا بَلَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ سَنَةً سَافَرَ اِلٰى بُصْرٰى فِيْ تِجَارَةٍ لِخَدِيْجَةَ الْغَنِيَّةِ ○ وَمَعَهٗ غُلَامُهَا مَيْسَرَةُ يَخْدُمُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَيَقُوْمُ بِمَا عَنَاهُ ○ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ لَدَا صَوْمَعَةِ نَسْطُوْرَ رَاهِبِ النَّصْرَانِيَّةِ ○ فَعَرَفَهُ الرَّاهِبُ اِذْ مَالَ اِلَيْهِ ظِلُّهَا الْوَارِفُ وَاٰوَاهُ ○

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پچیس سال کے ہوئے۔ مالدار عورت خدیجہ کے لئے آپ بطور تجارت ملک شام کو تشریف لے گئے آپ کے ساتھ خدیجہ کا غلام میسرہ تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ کی ضروریات کا متکفل تھا۔ پس آپ ایک نصرانی راہب نسطور نام کے گرجے کے پاس ایک درخت کے نیچے اترے۔ اس درخت کا دراز سایہ آپ کیطرف جھک آیا اور آپ کو پناہ دی۔ یہ دیکھ کر اس راہب نے آپ کو پہچان لیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) انبل علی اعمامی یعنے میں اپنے چچاؤں سے پہنے دشمن کے تیر روکتا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھو العقد الفرید لابن عبد ربہ اور سیرت ابن ہشام۔

[1] دلائل حافظ ابی نعیم میں یہ قصہ بالاسناد مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ فتطلع الراهب الى ميسرة وكان يعرفه فقال يا ميسرة من هذا الذى نزل تحت هذه الشجرة فقال من قريش من اهل الحرم قال له الراهب ما نزل تحت هذه الشجرة قط الا نبى ثم قال اف عينيه حمرة قال ميسرة نعم لا تفارقه قط قال الراهب هذا هو وهو آخر الانبياء ويا ليت انى ادركته حين يؤمر بالخروج

ترجمہ۔ پس راہب میسرہ کیطرف آیا اور اس کو جانتا تھا۔ کہا اے میسرہ۔ یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے۔ میسرہ نے کہا اہل حرم میں قریش سے۔ راہب نے میسرہ سے کہا۔ سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے کبھی کوئی نہیں اترا۔ پھر پوچھا۔ کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے۔ میسرہ نے کہا۔ ہاں کبھی ان سے دور نہیں ہوتی۔ راہب نے کہا۔ یہ وہی ہیں۔ اور یہی آخر الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کو پاؤں جس وقت انکو نکلنے کا حکم ہوگا انتہے۔

وَقَالَ مَا نَزَلَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ قَطُّ اِلَّا نَبِيٌّ ذُوْ صِفَاتٍ نَقِيَّةٍ ○ وَرَسُوْلٌ قَدْ خَصَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْفَضَائِلِ وَحَبَاهُ ○ ثُمَّ قَالَ لِمَيْسَرَةَ اَفِيْ عَيْنَيْهِ حُمْرَةٌ اِسْتِظْهَارًا لِلْعَلَامَةِ الْخَفِيَّةِ ○ فَاَجَابَهُ بِنَعَمْ فَحَقَّ لَدَيْهِ مَا ظَنَّهُ فِيْهِ وَتَوَخَّاهُ ○ وَقَالَ لِمَيْسَرَةَ لَا تُفَارِقْهُ وَكُنْ مَعَهُ بِصِدْقِ عَزْمٍ وَحُسْنِ طَوِيَّةٍ ○ فَاِنَّهُ مِمَّنْ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِالنُّبُوَّةِ وَاجْتَبَاهُ ○ ثُمَّ عَادَ اِلٰى مَكَّةَ فَرَاَتْهُ خَدِيْجَةُ مُقْبِلًا وَهِيَ بَيْنَ نِسْوَةٍ

اور کہا کہ اس درخت[1] کے نیچے کبھی کوئی نہیں اترا مگر پاکیزہ اوصاف والا نبی اور رسول جس کو اللہ تعالےٰ نے فضائل کے ساتھ خاص کیا ہو اور درجات عالیہ عطا کئے ہوں۔ پھر اُس نے پوشیدہ علامت کے ظاہر ہو جانے کے لئے میسرہ سے پوچھا۔ کیا آپ کی دونوں آنکھوں میں سرخی[2] ہے۔ میسرہ نے جواب دیا۔ ہاں۔ پس اُس کے نزدیک وہ امر (نبوت) ثابت ہو گیا جس کا اُسے آپ میں گمان تھا اور جس کو وہ ڈھونڈتا تھا۔ اور میسرہ سے کہا کہ اِن سے جدا نہ ہونا اور سچے ارادے اور نیک نیتی سے آپ کے ساتھ رہنا۔ کیونکہ آپ وہ ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے نبوت کا شرف عطا کیا ہے اور برگزیدہ بنایا ہے۔ پھر آپ مکہ کو واپس آئے۔ پس خدیجہ نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا اور وہ عورتوں کے درمیان

[1] اِس سے ظاہر ہے کہ نبیوں کے سوا اور کوئی شخص اس کے نیچے نہ اترا تھا۔ اور آپ سے پہلے حضرت عیسےٰ و دیگر انبیا علیہم السلام اس کے نیچے اترے تھے۔ اِس درخت کا اس قدر زمانہ طویل تک باقی رہنا اور غیر انبیا کے نزول سے اس کا محفوظ رہنا بے شک ممکن اور خارق عادت ہے۔ مگر انبیاء کے لئے خوارق ہوا کرتے ہیں جن میں ہمارے آقائے نامدار جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خصوصیت ہے۔

[2] آنکھوں کی سپیدی میں سرخی کا ہونا یہ بھی کتب قدیمہ میں جناب نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامت تھی۔

فِيْ عِلْيَتِهٖ ○ وَمَنْ كَانَ عَلٰى رَأْسِهِ الشَّرِيْفِ
مِنْ وَضَحِ الشَّمْسِ قَدْ اَظَلَّاهُ ○ وَاَخْبَرَهَا
مَيْسَرَةُ بِاَنَّهٗ رَاٰى ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ كُلِّهٖ
وَبِمَا قَالَ لَهُ الرَّاهِبُ وَاَوْدَعَهٗ لَدَيْهِ مِنَ
الْوَصِيَّةِ ○ وَضَاعَفَ اللّٰهُ فِيْ تِبْرَعَاتِ التِّجَارَةِ
رِبْحَهَا وَنَمَاءُهٗ ○ فَبَانَ لِخَدِيْجَةَ بِمَارَاَتْ
وَمَا سَمِعَتْ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَى
الْبَرِيَّةِ ○ فَخَطَبَتْهُ لِنَفْسِهَا لِتَشُمَّ مِنَ
الْاِيْمَانِ بِهٖ طِيْبَ رَيَّاهُ ○ فَاَخْبَرَ اَعْمَامَهٗ
بِمَا دَعَتْهُ اِلَيْهِ هٰذِهِ الْبَرَّةُ النَّقِيَّةُ ○
فَرَغِبُوْا فِيْهَا لِفَضْلٍ وَدِيْنٍ وَجَمَالٍ وَمَالٍ
وَحَسَبٍ وَنَسَبٍ كُلٌّ مِّنَ الْقَوْمِ يَهْوَاهُ ○
وَخَطَبَ اَبُوْطَالِبٍ مُثْنِيًا عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهَ بِمَحَامِدَ سَنِيَّةٍ ○

کیہ بالاخانے میں بیٹھی تھی - اور دو فرشتے آپ کے سر مبارک
پر دھوپ سے سایہ کئے ہوئے تھے۔ میسرہ نے خدیجہ کو
خبر دی - کہ میں نے تمام سفر میں آپ کا یہی حال دیکھا ہے
اور اس کو راہب کے قول و وصیت کی خبر دی - اللہ
تعالٰے نے اس تجارت میں بڑا نفع دیا اور مال کو بڑھایا
خدیجہ نے جو دیکھا اور سنا اس سے اس پر ظاہر ہو گیا کہ
آپ بے شک ساری خلقت کیطرف اللہ کے بھیجے ہوئے
ہیں۔ پس آپ سے اپنے نکاح کی درخواست کی تاکہ آپ پر
ایمان لانے سے ایمان کی عمدہ خوشبو سونگھے - آپ نے
اس نکوکار پاک عورت کی درخواست کی خبر اپنے چچاؤں
کو دی ۔ انھوں نے خدیجہ کی بزرگی - دینداری - خوبصورتی -
مال اور حسب نسب کے سبب رغبت ظاہر کی - اور اپنی وجوہ
سے خدیجہ کی قوم کا ہر شخص اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا - آپکے
چچا ابوطالب نے آپ کے نکاح کا خطبہ پڑھا[1] - اور بڑی



[1] ابوالحسین بن فارس وغیرہ نے ذکر کیا ہے - کہ ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا تھا - الحمد لله الذی جعلنا ذریة
ابراهیم و زرع اسمٰعیل وضئضئی معد وعنصر مضر وجعلنا حضنة بیته -
وسوّاس حرمه وجعل لنا بیتاً محجوجاً وحرماً اٰمناً وجعلنا حکام الناس ثم ان
ابن اخی هذا محمد بن عبد الله لا یوزن به رجل الا رجح به شرفا ونبلاً و
فضلاً وعقلاً وان کان فی المال مقلا فان المال ظل زائل وامر حائل وعاریة
مسترجعة وهو والله بعد هذا له نبا عظیم وخطر جلیل وقد خطب الیکم رغبة
فی کریمتکم خدیجة وقد بذل لها من الصداق ما عاجله و اٰجله اثنتی عشرة
اوقیة ونشا -

وَقَالَ وَهُوَ وَاللهِ بَعْدُ لَهُ نَبَأٌ عَظِيْمٌ يُحْمَدُ فِيْهِ سُرَاهُ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْهَا وَقِيْلَ عَمُّهَا

تعریفوں کے ساتھ اللہ کی ستائش کرنے کے بعد آنحضرت صلعم کی تعریف کی اور کہا کہ اللہ کی قسم۔ اِنکے لئے آئندہ کو بڑی خبر ہے جس میں اُن کی سرداری کی تعریف کی جائے گی۔ پس خدیجہ کے باپ (خویلد) نے آپکی پہلی ازلی سعادت کے سبب اسکا نکاح کر دیا۔ بعض نے کہا کہ خدیجہ کے چچا (عمرو بن اسد) نے نکاح کر دیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۴)) ترجمہ۔ سب ستایش اللہ کو ہے جس نے ہمیں ابراہیم کی نسل اور اسمٰعیل کے فرزند اور معد کی معدن اور مضر کی اصل بنایا۔ اور ہم کو اپنے گھر کے متکفل اور اپنے حرم کے خادم بنایا۔ اور اُسے ہمارے واسطے حج کا گھر اور امن والا حرم بنایا اور ہمیں لوگوں کے حاکم بنایا۔ پھر یہ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ اگرچہ مالدار نہیں۔ مگر شرافت و نجابت اور فضل و عقل میں جس شخص کا اس سے مقابلہ کیا جائے یہ اس پر غالب آتا ہے۔ مال تو دور ہونے والا سایہ ہے اور بدل جانے والا امر ہے اور ادھار ہے جو واپس مانگا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم۔ اس کے لئے اس کے بعد بڑی خبر اور امر بزرگ ہے۔ اور اس نے تمہاری بزرگ عورت خدیجہ میں رغبت کر کے تم سے خواستگاری کی ہے اور اس کے لئے بارہ اوقیہ اور ایک نش مہر معجل اور موجل مان لیا ہے۔ انتہے۔ سیرت حلبیہ۔ ایک نش بیس درہم کا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے کل مہر پانسو درہم ہوا۔ یہ خطبہ کسیقدر اختصار کے ساتھ اعجاز القرآن للباقلانی میں بھی مذکور ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج کے مہر بھی پانچسو درہم ہی تھے۔ چنانچہ زاد المعاد میں ہے۔ ثبت فی صحیح مسلم عن عائشة رضی الله عنها كان صداق النبی صلی الله علیه وسلم لازواجه ثنتی عشر اوقیة ونشا فذلك خمسمائة وقال عمر رضی الله عنه ما علمت رسول الله صلی الله علیه وسلم نكح شیئا من نسائه ولا انكح شیئا من بناته علی اكثر من ثنتی عشر اوقیة قال الترمذی حدیث حسن صحیح والاوقیة اربعون درهما انتهی

| | |
|---|---|
| وَقِيْلَ اَخُوْهَا لِسَابِقِ سَعَادَتِهَا الْاَزَلِيَّةِ ○ وَاَوْلَدَهَا كُلَّ اَوْلَادِهٖ اِلَّا الَّذِيْ بِاِسْمِ الْخَلِيْلِ مُسَمَّاهُ ○ | اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے بھائی (عمرو بن خویلد) نے نکاح کر دیا۔ آپ کی تمام اولاد سوائے اُس صاحب زادے کے جس کا نام خلیل (ابراہیم) رکھا بی بی خدیجہ |

؎ ممکن ہے کہ خدیجہ کا باپ اور چچا اور بھائی تینوں بوقت نکاح حاضر ہوں۔ اس لئے کسی نے تزویج کی نسبت اُس کے باپ کی طرف کر دی۔ اور کسی نے اُس کے چچا اور کسی نے اُس کے بھائی کی طرف کر دی واللہ اعلم۔

؎ یہ آپ کی سب سے پہلی بیوی ہیں۔ نکاح کے وقت ان کی عمر چالیس سال کی تھی۔ یہ پہلے بیوہ تھیں۔ جناب رسالت مآب کی تمام بیویوں میں سوائے حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے کوئی باکرہ نہ تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبرے نے ہجرت سے تین سال پیشتر وفات پائی۔ ان کی حین حیات میں حضور نے کسی دوسری بیوی سے نکاح نہیں کیا۔ عورتوں میں سب سے پہلے یہی آپ پر ایمان لائی تھیں۔ انہی نے جان و مال سے حضور کو نبوت میں مدد دی۔ انہی کو اللہ تعالے نے حضرت جبرئیل کی وساطت سے سلام بھیجا۔ سوائے ایک صاحب زادے ابراہیم کے جو سنہ آٹھ ہجری میں حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے اور سنہ دس میں انتقال کر گئے۔ آپ کی تمام اولاد اسی نیک نہاد بیوی سے پیدا ہوئی۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ قاسم جن سے آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ یہ سب سے بڑے صاحبزادے ہیں۔ بچپن ہی میں قبل بعثت انکا انتقال ہوا۔

۲ و ۳۔ رقیہ و ام کلثوم۔ یہ دونوں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آئیں۔ رقیہ کا انتقال سنہ ۲ ھ ہجری میں ہوا اور سنہ ۳ ھ ہجری میں کلثوم کا نکاح ہوا۔ کلثوم نے سنہ ۹ ھ ہجری میں وفات پائی۔

۴۔ زینب۔ یہ پہلے ابوالعاص بن الربیع کے تحت میں تھیں۔ اسلام نے دونوں میں تفریق کر دی تھی۔ پھر جب ابوالعاص ایمان لائے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے

| | |
|---|---|
| عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم<br>بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيم | سے پیدا ہوئی۔<br>الٰہی بعطر درود وسلام<br>معطر بکن قبر خیر الانام |

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) پہلے نکاح کے ساتھ واپس کر دی۔

زینب کا انتقال ۸ھ ہجری میں ہوا۔ ان سے ایک صاحب زادی امامہ پیدا ہوئی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اسی امامہ سے نکاح کیا تھا۔

۵۔ عبد اللہ جنہیں طیب اور طاہر بھی کہتے ہیں۔ بعد بعثت پیدا ہوئے اور آنحضرت سے پہلے انتقال فرما گئے۔

۶۔ فاطمہ جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہجرت کے پہلے سال نکاح کیا۔ بی بی فاطمہ نے جناب رسالتمآب کے وصال کے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔

دیکھو مروج الذہب المسعودی۔

وَلَمَّا بَلَغَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَثَلَاثِيْنَ سَنَةً
بَنَتْ قُرَيْشٌ الْكَعْبَةَ لِانْصِدَاعِهَا بِالسُّيُوْلِ الْأَبْطَحِيَّةِ
وَتَنَازَعُوْا فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَكُلٌّ أَرَادَ رَفْعَهُ وَرَجَاهُ ○
وَعَظُمَ الْقِيْلُ وَالْقَالُ وَتَحَالَفُوْا عَلَى الْقِتَالِ وَقَوِيَتِ
الْعَصَبِيَّةُ ○ ثُمَّ تَدَاعَوْا إِلَى الْإِنْصَافِ فَوَضُوا الْأَمْرَ
إِلَى ذِيْ رَأْيٍ صَائِبٍ وَأَنَاهُ ○ فَحَكَمَ
بِتَحْكِيْمِ أَوَّلِ دَاخِلٍ مِنْ بَابِ السَّدَنَةِ
الشَّيْبِيَّةِ ○ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَوَّلَ دَاخِلٍ فَقَالُوْا هٰذَا الْأَمِيْنُ
وَكُلُّنَا نَقْبَلُهُ وَنَرْضَاهُ ○ فَأَخْبَرُوْهُ
بِأَنَّهُمْ رَضُوْهُ أَنْ يَكُوْنَ صَاحِبَ الْحُكْمِ
فِيْ هٰذَا الْمُلِمِّ وَوَلِيَّهُ ○ فَوَضَعَ الْحَجَرَ فِيْ
ثَوْبٍ ثُمَّ أَمَرَ أَنْ تَرْفَعَهُ الْقَبَائِلُ
جَمِيْعًا إِلَى مُرْتَقَاهُ ○ فَرَفَعُوْهُ إِلَى مَقَرِّهِ
مِنْ رُكْنِ هَاتِيْكَ الْبِنْيَةِ ○ وَوَضَعَهُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ
الشَّرِيْفَةِ فِيْ مَوْضِعِهِ الْآنَ وَبَنَاهُ ○

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيْمٍ

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پینتیس سال کے ہوئے تو قریش نے کعبہ کو بنایا کیونکہ وہ وادی مکہ کے روؤں سے پھٹ گیا تھا۔ اور حجر اسود کی بابت باہم جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر ایک نے اس کے اٹھانے کی خواہش و امید کی اور بہت قیل و قال ہوئی۔ یہاں تک کہ انہوں نے لڑائی کے لئے آپس میں حلف اٹھائے اور عصبیت[1] زور پکڑ گئی۔ پھر وہ انصاف کے خواہاں ہوئے اور اس امر کو ایک درست رائے اور تحمل و وقار والے شخص[2] پر چھوڑا۔ پس اس نے حکم دیا کہ جو کوئی حرم میں باب بنی شیبہ سے پہلے داخل ہو کر اپنا حکم بناؤ۔ پس پہلے داخل ہونیوالے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس پر قبائل قریش نے کہا کہ وہ امین ہیں اور ہم سب آپ کو منظور کرتے ہیں اور آپ پر راضی ہیں۔ پس انہوں نے آپ کو خبر دی کہ ہم راضی ہیں کہ آپ اس جھگڑے میں ہمارے سرپنچ اور متولی بنیں۔ آپ نے حجر اسود کو ایک کپڑے میں رکھا۔ پھر فرمایا کہ سب قبائل اس کو اس کے رکھنے کے مقام تک اٹھاؤ۔ پس سب نے اسکو اس کی جگہ تک اٹھایا جو خانہ کعبہ کے رکن میں تھی۔ اور آنحضرت صلعم نے اسکو اپنے دست مبارک سے اس کی موجودہ جگہ پر رکھدیا اور دیوار میں لگوایا[3]۔

الٰہی بعطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

---

[1] تعصب سے اپنی قوم کی طرفداری کرنے کو عصبیت کہتے ہیں۔

[2] اس شخص کا نام ابو امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

[3] اس بنائے کعبہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ چنانچہ

بخاری شریف میں ہے ۔ حدثنا عبد اللہ بن محمد قال حدثنا ابو عاصم قال اخبرنی ابن جریج قال اخبرنی عمرو بن دینار قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول لما بنیت الکعبۃ ذھب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعباس ینقلان الحجارۃ فقال العباس للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اجعل ازارك علی رقبتك فخر الی الارض فطمحت عیناہ الی السماء فقال ارنی ازاری فشدہ علیہ۔ ترجمہ بحذف اسناد۔ جابر بن عبد اللہ کہتے تھے کہ جب کعبہ بنایا گیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور عباس پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ عباس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنا ازار اپنی گردن پر رکھ لیں۔ پس آپ زمین پر گر پڑے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف اوٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے میرا ازار دو۔ پس آپ نے ازار باندھ لیا۔ انتہے

اور دلائل حافظ ابی نعیم میں ہے حدثنا حبیب بن الحسن قال حدثنا عمر بن حفص السدوسی قال ثنا عاصم بن علی قال ثنا قیس بن الربیع عن سماك بن حرب عن عکرمۃ عن ابن عباس عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ قال لما بنت قریش البیت تفردت الرجال اثنین اثنین ینقلون الحجارۃ والنساء ینقلن الشید قال وانفردت انا ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم ننقل الحجارۃ قال فجعلنا ناخذ ازرنا فنضعھا علی مناکبنا ونجعل علیھا الحجارۃ حتی اذا دنونا من الناس لبسنا ازرنا قال فبینا ھو یمشی امامی اذ صرع قال فجعلت اسعیٰ وقال فسعیت وھو شاخص ببصرہ الی السماء قال فقلت یا ابن اخی ما شانك قال نھیت ان امشی عریانا قال فکتمتہ حتی اظھر اللہ عزوجل نبوتہ۔ ترجمہ بحذف اسناد عباس بن عبد المطلب نے کہا۔ جب قریش نے کعبہ بنایا۔ تو مرد دو دو مل کر پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور عورتیں چونہ لاتی تھیں۔ میں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم دو مل کر پتھر اٹھاتے تھے۔ ہم اپنے ازاروں کو اپنے کندھوں پر رکھتے تھے اور ان پر پتھر رکھ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب ہم لوگوں کے قریب آتے۔ تو اپنے ازاروں کو پہن لیتے۔ پس جب کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے آگے چل رہے تھے۔ ناگاہ گر پڑے۔ پس میں سعی کرنے لگا یا کہا۔ پس میں نے سعی کی۔ اور وہ اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ میں نے کہا۔ اے میرے بھتیجے۔ تیرا کیا حال ہے۔ فرمایا مجھے منع کیا گیا ہے کہ ننگا چلوں۔ پس میں نے آپ کو ازار پہنا دیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کی نبوت کو ظاہر کیا۔ انتہے

وَلَمَّا كَمُلَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَرْبَعُوْنَ سَنَةً عَلٰى أَوْفَقِ الْأَقْوَالِ
لِذَوِي الْعَالِمِيَّةِ ○ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى
لِلْعَالَمِيْنَ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَعَمَّهُمْ
بِرُحْمَاهُ ○ وَبُدِئَ إِلٰى تَمَامِ سِتَّةِ
أَشْهُرٍ بِالرُّؤْيَا الصَّادِقَةِ الْجَلِيَّةِ ○
فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ
فَلَقِ صُبْحٍ أَضَاءَ سَنَاهُ ○ وَإِنَّمَا ابْتُدِئَ
بِالرُّؤْيَا تَمْرِيْنًا لِلْقُوَّةِ الْبَشَرِيَّةِ ○
لِئَلَّا يَفْجَأَهُ الْمَلَكُ بِصَرِيْحِ النُّبُوَّةِ
فَلَا تَقْوَاهُ قُوَاهُ ○ وَحُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ
فَكَانَ يَتَعَبَّدُ بِحِرَاءٍ اللَّيَالِيَ الْعَدِيْدَةَ ○
إِلٰى أَنْ أَتَاهُ فِيْهِ صَرِيْحُ الْحَقِّ وَوَافَاهُ ○
وَذٰلِكَ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ لِسَبْعَ
عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ شَهْرِ
اللَّيْلَةِ الْقَدْرِيَّةِ ○

جب بنا بر موافق ترین اقوال علما آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر کے چالیس سال پورے ہو چکے۔ تو اللہ تعالے نے آپ کو سارے جہان کیلئے بشیر و نذیر مقرر کر کے بھیجا۔ پس آنحضرت نے سب کو اپنی مہربانی میں شامل کیا۔ نزول وحی سے پہلے آپ کو سچے واضح خواب آنے لگے۔ یہ خواب پورے چھ مہینے تک آتے رہے جو خواب آپ دیکھتے۔ اس کی تعبیر تاریک صبح کی روشنی کی طرح جس کا نور روشن ہو ظاہر ہوتی تھی۔ آپکے قوائے بشریہ کو عادی بنانے کے لئے خواب سے ابتدا کی گئی۔ تاکہ ایسا نہ ہو کر فرشتہ صریح نبوت لے کر آپ کے پاس اچانک آئے۔ اور آپکے قوے اس کے متحمل نہ ہوں۔ آپ کے لئے تنہائی عزیز بنا دی گئی۔ پس آپ غار حرا میں متعدد[1] راتیں عبادت کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس غار میں آپ کے پاس صریح حق آیا۔ یہ آغاز وحی دوشنبہ کے دن ماہ لیلۃ القدر کی سترھویں تاریخ ہوئی۔

[1] حدیث عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا (مشکوٰۃ باب المبعث وبدء الوحی) میں ہے کان یخلو بغار حراء فیتحنث وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود بمثلھا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء۔
اس سے ظاہر ہے کہ آپ متعدد راتوں کا توشہ اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ جب وہ ختم ہو جاتا۔ تو گھر میں آتے۔ اور پھر اتنا ہی لے کر غار حرا میں جاتے۔ اسی طرح تمام رمضان وہیں ذکر الٰہی میں گزارتے۔

وَثَمَّ اَقْوَالٌ لِسَبْعٍ اَوْ لِاَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ مِنْهُ اَوْ لِثَمَانٍ مِنْ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الَّذِيْ بَدَا فِيْهِ بَدْرُ مُحَيَّاهُ ۝ فَقَالَ لَهُ اِقْرَأْ فَاَبٰى فَغَطَّهُ غَطَّةً قَوِيَّةً ۝ ثُمَّ قَالَ لَهُ اِقْرَأْ فَاَبٰى فَغَطَّهُ غَطَّةً ثَانِيَةً حَتّٰى بَلَغَ مِنْهُ الْجَهْدَ وَغَطَّاهُ ۝ ثُمَّ قَالَ لَهُ اِقْرَأْ فَاَبٰى فَغَطَّهُ غَطَّةً ثَالِثَةً لِيَتَوَجَّهَ اِلٰى مَا سَيُلْقٰى اِلَيْهِ بِجَمْعِيَّةٍ ۝ وَيُقَابِلَهُ بِجِدٍّ وَاجْتِهَادٍ وَيَتَلَقَّاهُ ۝ ثُمَّ فَتَرَ الْوَحْيُ ثَلٰثَ سِنِيْنَ اَوْ ثَلٰثِيْنَ شَهْرًا لِيَشْتَاقَ اِلَى انْتِشَاقِ هَاتِيْكَ النَّفَحَاتِ الشَّذِيَّةِ ۝

اس مقام پر اور قول بھی ہیں یعنی ماہِ رمضان کی ستائیسویں یا چوبیسویں یا آپ کی ولادت کے مہینے (ربیع الاول) کی آٹھویں تاریخ جس میں کہ آپ کے چہرے کا بدرِ منیر ظاہر ہوا۔ فرشتہ نے آپ سے کہا۔ تو پڑھ۔ آپ نے انکار کیا۔ پس اُس نے آپ کو زور سے بھینچا۔ پھر آپ سے کہا۔ تو پڑھ۔ آپ نے انکار کیا۔ پس آپ کو دوسری دفعہ بھینچا۔ یہاں تک کہ وہ آپ سے اپنی غایت طاقت کو پہنچا[1] اور آپ کو ڈھانپ لیا۔ پھر آپ سے کہا۔ تو پڑھ۔ آپ نے انکار کیا۔ پس آپ کو تیسری بار بھینچا۔ تاکہ آپ اس وحی پر جو عنقریب آپ پر ڈالی جائے گی۔ اطمینان سے متوجہ ہوں اور محنت و کوشش سے اس کا مقابلہ[2] کریں اور اسے یاد کرلیں۔ پھر تین سال یا تیس مہینے[3] وحی بند رہی۔

[1] بلغ منہ الجہد کے یہ معنے ہیں کہ وہ فرشتہ آپ سے اپنی غایت طاقت کو پہونچا۔ یعنی فرشتہ نے اپنی پوری طاقت سے آپ کو بھینچا۔ اس کے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کی طاقت اپنی نہایت کو پہونچی یعنے اس قدر بھینچا کہ آپ کی طاقت برداشت کر سکتی تھی۔

[2] بوقت نزول وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شدت محسوس ہوا کرتی تھی۔ یہاں مقابلہ سے بظاہر اسی شدت کی برداشت مراد ہے۔

[3] علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اقرأ باسم ربک اور یا ایہا المدثر کے درمیان وحی کے بند ہونے سے یہ مراد نہیں کہ جبرئیل ؑ کا آنا بند ہو گیا۔ بلکہ اس سے مراد صرف نزول قرآن کی تاخیر ہے۔ اس مدت فترہ میں حضرت جبرئیل ؑ آتے تھے۔ مگر قرآن نہ لاتے تھے۔

ثُمَّ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ فَجَاءَ
جِبْرِيْلُ بِهَا وَنَادَاهُ فَكَانَ لِنُبُوَّتِهٖ
فِيْ تَقَدُّمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ
شَاهِدٌ عَلٰى اَنَّ لَهَا
السَّابِقِيَّةَ ○ وَالتَّقَدُّمَ
عَلٰى رِسَالَتِهٖ بِالْبِشَارَةِ
وَالنِّذَارَةِ لِمَنْ دَعَاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلٰوةٍ وَّتَسْلِيْمٍ

تا کہ ان معطر خوشبوؤں کے سونگھنے کا آپ کو شوق[1] ہو۔ پھر آپ پر یاایہا المدثر نازل کی گئی۔ پس جبرئیل اسے لے کر آئے اور آپ کو پکارا۔ آپ پر جو پہلے اقرا باسم ربک نازل ہوئی اس میں اس بات کی ایک شہادت[2] ہے کہ آپ کی نبوت آپ کی رسالت سے پہلے اور مقدم ہے۔ رسالت تو خوشخبری دینے اور ڈرانے سے تھی ان اشخاص کو جنہیں آپ نے دین کی طرف بلایا۔

الٰہی معطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

[1] یعنی تاخیر کے سبب آپ کو وحی کا شوق و انتظار ہو۔ ع

دیر ست کہ دلدار پیامے نفرستاد
ننوشت سلامے و کلامے نفرستاد

[2] مصنف علیہ الرحمۃ کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر پہلے اقرا باسم ربک نازل ہوئی۔ پھر تین سال کے بعد یاایہا المدثر قم فانذر نازل ہوئی جس میں آپ کے لئے انذار کا حکم ہے۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت آپ کی رسالت سے پہلے ہے۔ یعنی اقرا باسم ربک سے آپ نبی بنائے گئے۔ پھر تین سال کے بعد یاایہا المدثر سے آپ رسول بنائے گئے۔ چونکہ کام مومنوں کو نیک عاقبت کی خوشخبری دینا اور کفار کو عذاب الٰہی سے ڈرانا ہوتا ہے۔ اس کو یہاں اس واسطے ذکر کیا کہ بعض کا یہ بھی قول ہے۔ کہ آنحضرت کی نبوت و رسالت مقترن ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اقرا باسم ربک سے آپ نبی اور رسول بنائے گئے۔ اور یاایہا المدثر سے آپ کو اظہار دعوت کا ارشاد ہوا۔ مگر پہلا قول راجح ہے اور اسی کی طرف علامہ برزنجی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وَأَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَكْرٍ صَاحِبُ الْغَارِ وَالصِّدِّيْقِيَّةِ ۝ وَمِنَ الصِّبْيَانِ عَلِيٌّ وَمِنَ النِّسَآءِ خَدِيْجَةُ الَّتِيْ ثَبَّتَ اللّٰهُ بِهَا قَلْبَهٗ وَوَقَاهُ ۝ وَمِنَ الْمَوَالِيْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَمِنَ الْاَرِقَّاءِ بِلَالٌ الَّذِيْ عَذَّبَهٗ فِي اللّٰهِ اُمَيَّةُ

مردوں میں سب سے پہلے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر یار غار و صدیق ہیں۔ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی ہیں اور عورتوں میں حضرت خدیجہ ہیں جن کے باعث اللہ نے آپ کے دل کو برقرار رکھا اور اضطراب سے بچایا۔ اور آزاد کئے ہوئے غلاموں میں زید[1] بن حارثہ اور غلاموں میں حضرت بلال[2] ہیں جن کو امیہ نے اللہ کی راہ میں ستایا۔ اور ان کے

---

[1] حکیم بن حزام بن خویلد شام سے چند غلام لائے تھے جن میں زید بن حارثہ بھی تھے ایک روز بی بی خدیجہ حکیم کے گھر آئیں۔ تو حکیم نے کہا اے پھوپھی تو ان غلاموں میں سے جو چاہے لے لے۔ حضرت خدیجہ نے زید بن حارثہ کو لیا۔ اور بی بی خدیجہ سے آنحضرت نے لیا اور ان کو آزاد کر کے قبل بعثت اپنا متبنٰے بنایا تھا۔ زید کا نکاح پہلے ام ایمن سے ہوا تھا۔ پھر حضرت زینب سے ہوا۔ چنانچہ قرآن میں مذکور ہے۔ زید سنہ ۸ھ ہجری میں غزوہ موتہ واقع ملک شام میں شہید ہوئے۔ جناب رسالت مآب کو زید سے بڑی محبت تھی۔ فرمایا کرتے تھے۔ احب الناس الی من انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ یعنی لوگوں میں سب سے محبوب میرے نزدیک وہ ہے جسے اللہ نے نعمت اسلام دی اور میں نے آزادی کی نعمت دی۔ استیعاب وابن ہشام۔

[2] ابن اسحاق نے کہا کہ بلال بن رباح اسلام کا سچا اور دل کا پاک تھا۔ جب دوپہر گرم ہوتی۔ تو امیہ بن خلف اس کو نکالتا اور وادی مکہ میں اسے پیٹھ کے بل لٹاتا۔ پھر حکم دیتا کہ اس کے سینے پر بڑا پتھر رکھ دو۔ پس رکھا جاتا۔ پھر اس سے کہتا۔ تو اسی طرح رہیگا۔ یہاں تک کہ مر جائے یا محمدؐ سے منکر ہو جائے اور لات و عزیٰ کی عبادت کرے۔ وہ اسی حال میں کہا کرتا۔ احد احد ایک روز حضرت ابوبکرؓ کا گزر ادھر ہوا۔ آپ کو ترس آیا۔ اور اپنے ایک مشرک غلام کے عوض میں بلال کو لے لیا اور آزاد کر دیا۔ حضرت بلال جناب رسالت مآب کے موذن تھے۔ آپ کے وصال کے بعد ملک شام کو جانے لگے۔ حضرت ابوبکر نے روکنا چاہا۔ کہنے لگے اگر تو نے مجھے اپنے نفس کے لئے آزاد کیا ہے۔ تو مجھے روک لے۔ اور اگر اللہ کے واسطے آزاد کیا ہے۔ تو چھوڑ دیں اللہ کی طرف چلا جاؤں۔ اس پر صدیق اکبر نے کہا۔ آپ چلے جائیں پس شام کو چلے گئے۔ شہر دمشق میں سنہ ۲۰ ہجری میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ یہ وہی بلال ہیں۔ جن سے جناب رسالت مآب نے فرمایا تھا۔ یا بلال انی دخلت الجنة فسمعت فیها

وَأَوْلَاهُ مَوْلَاهُ أَبُوْبَكْرٍ مِّنَ الْعِتْقِ مَا أَوْلَاهُ ۝
ثُمَّ أَسْلَمَ عُثْمَانُ وَسَعْدٌ وَّسَعِيْدٌ
وَّطَلْحَةُ وَابْنُ عَوْفٍ وَّابْنُ عَمَّتِهٖ
صَفِيَّةَ ۝ وَغَيْرُهُمْ مِّمَّنْ
أَنْهَلَهُ الصِّدِّيْقُ رَحِيْقَ التَّصْدِيْقِ
وَسَقَاهُ ۝ وَمَا زَالَتْ عِبَادَتُهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهٖ
مَخْفِيَّةً ۝ حَتّٰى أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ
فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فَجَهَرَ بِدُعَاءِ
الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ ۝ وَلَمْ يَبْعُدْ مِنْهُ
قَوْمُهٗ حَتّٰى عَابَ آلِهَتَهُمْ وَأَمَرَ
بِرَفْضِ مَا سِوَى الْوَحْدَانِيَّةِ ۝ فَتَجَرَّؤُوْا
عَلٰى مُنَابَذَتِهٖ بِالْعَدَاوَةِ وَأَذَاهُ ۝ وَاشْتَدَّ
عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الْبَلَاءُ فَهَاجَرُوْا فِيْ
سَنَةِ خَمْسٍ إِلَى النَّاحِيَةِ النَّجَاشِيَّةِ ۝

آقا حضرت ابوبکر نے اُن کو آزاد کرنے سے وہ نعمت
دی جو دی - پھر اسلام لائے حضرت[1] عثمان (ذوالنورین)
اور سعد (بن ابی وقاص) اور سعید (بن زید) اور طلحہ
(بن عبید اللہ) اور (عبد الرحمٰن) بن عوف اور آنحضرت کی
پھوپھی صفیہ کے بیٹے (زبیر بن العوام) اور انکے سوا اور
لوگ جن کو حضرت صدیق اکبر نے تصدیق و ایمان کی خالص
شراب پلا کر سیراب کیا تھا - جناب رسالتمآب اور
آپ کے اصحاب پوشیدہ عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر
یہ آیت اتری[2] فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ - پس
آپ نے پکار کر لوگوں کو اللہ کیطرف بلایا - اور آپ کی قوم
آپ سے دور نہ ہوئی - یہاں تک کہ آپ نے انکے معبودوں
کی مذمت کی - اور فرمایا کہ وحدانیت کے سوا سب چھوڑ دو
پس عداوت کے سبب وہ آپ سے لڑنے اور آپ کو ایذا
دینے پر دلیر ہو گئے - اور مسلمانوں پر مصیبت سخت ہو گئی -
اسلئے انہوں نے نبوت کے پانچویں سال نجاشی کے ملک حبش کیطرف ہجرت کی[3]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳) خشفا اما می فقلت من هذا قال بلال (اے بلال - میں جنت میں داخل ہوا میں نے اپنے آگے
آگے پاؤں کی آہٹ سنی - میں نے کہا - یہ کون ہے - کہا بلال) سیرت ابن ہشام و استیعاب

[1] حضرت عثمان و سعد و سعید و طلحۃ و عبد الرحمٰن و زبیر رضی اللہ عنہم عشرہ مبشرہ میں سے ہیں - یہ سب اور انکے علاوہ بعض اور لوگ
حضرت ابوبکر صدیق کے سمجھانے سے ایمان لائے تھے -

[2] یعنے آشکارا کہدے جو تجھے حکم دیا جائے - ابو عبید جو فقہ میں امام شافعی کے شاگرد ہیں انہوں نے ذکر کیا کہ ایک شخص یہ آیت پڑھ
رہا تھا - ایک بدوی اسے سنکر سجدہ میں گر پڑا - اور کہنے لگا - سجدت لفصاحتہ یعنی میں نے اس کی فصاحت کے لئے سجدہ کیا ہے - شفاء القاضی
عیاض [3] پہلی بار بارہ مردوں اور چار عورتوں نے ہجرت کی جن میں حضرت عثمان غنی اور رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
عبد اللہ بن مسعود تھے - دوسری دفعہ تراسی مردوں اور اٹھارہ عورتوں نے حبش کیطرف ہجرت کی تھی - نجاشی نے انسے اچھا سلوک کیا تھا -

وَحَدَبَ عَلَيْهِ عَمُّهُ اَبُوْ طَالِبٍ فَهَابَهُ كُلٌّ مِّنَ الْقَوْمِ وَتَحَامَاهُ ○ وَفُرِضَ عَلَيْهِ قِيَامُ بَعْضٍ مِّنَ السَّاعَاتِ اللَّيْلِيَّةِ ○ ثُمَّ نُسِخَ بِقَوْلِهِ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَفُرِضَ عَلَيْهِ رَكْعَتَانِ بِالْغَدَاةِ وَرَكْعَتَانِ بِالْعَشِيَّةِ ○ ثُمَّ نُسِخَ بِاِيْجَابِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فِيْ لَيْلَةِ مَسْرَاهُ ○ وَمَاتَ اَبُوْ طَالِبٍ فِيْ نِصْفِ شَوَّالٍ مِّنْ عَاشِرِ الْبِعْثَةِ وَعَظُمَتْ بِمَوْتِهِ الرَّزِيَّةُ ○ وَتَلَتْهُ خَدِيْجَةُ بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَشَدَّ الْبَلَآءُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ عُرَاهُ ○ وَاَوْقَعَتْ قُرَيْشٌ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ اَذِيَّةٍ ○ وَاَمَّ الطَّائِفَ يَدْعُوْ ثَقِيْفًا فَلَمْ يُحْسِنُوْا بِالْاِجَابَةِ قِرَاهُ ○

اور آپ کے چچا ابو طالب نے آپ پر مہربانی کی۔ اِس سبب قوم کے سب لوگ آپ سے ڈر گئے اور دور ہو گئے اور آنحضرت پر رات کی ساعتوں میں سے بعض کا قیام فرض کیا گیا۔ پھر فاقرءوا ما تیسر واقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا اور آپ پر دو رکعتیں صبح کو اور دو شام کو فرض کر دی گئیں۔ پھر شب معراج میں پانچ نمازوں کے فرض ہونے سے وہ بھی منسوخ ہو گئیں ابو طالب نے بعثت کے دسویں سال نصف ماہ شوال میں انتقال کیا۔ اُس کے مرنے سے مصیبت زیادہ ہو گئی۔ اور اُس کے تین روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے بھی وفات پائی۔ اور مصیبت نے مسلمانوں پر اپنے قبضے مضبوط کر لئے۔ قریش نے آنحضرت کو ہر طرح کی اذیت دی۔ آپ نے قبیلہ ثقیف کو دعوت کرنے کے لئے طائف کا قصد کیا[1]۔ مگر انہوں نے آپ کی میزبانی اچھی نہ کی کیونکہ آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔

[1] جناب رسالت مآب نے اس خیال سے کہ اگر ثقیف ایمان لائے تو قریش کے برخلاف میری مدد کریں گے طائف کا قصد کیا۔ وہاں پہونچ کر ایک جماعت شرفاء ثقیف کو جن میں عبد یالیل اور اس کے دو بھائی مسعود و حبیب سردار ثقیف موجود تھے دعوت اسلام کی۔ مگر ان سرداروں نے آپ کی دعوت کا بڑی طرح جواب دیا۔ اس پر آپ مایوس ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے آپ پر کمینے لوگوں اور غلاموں کو برانگیختہ کیا جو آپ کو گالیاں دیتے تھے اور آپ پر چلاتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے۔ اور آپ کے راستے میں دو صفیں بنا کر بیٹھ گئے۔ جب آپ ان صفوں کے درمیان سے گزرے۔ تو جونہی کہ آپ قدم اٹھاتے یا قدم رکھتے۔ آپ کے پاؤں کو پتھروں سے کوٹتے یہاں تک کہ آپ کے نعلین خون سے رنگین

ہو گئے۔ جب آپ کو پتھروں کا صدمہ پہنچتا۔ تو زمین پر بیٹھ جاتے۔ مگر وہ آپکے بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے۔ جب آپ چلتے۔ تو پتھر مارتے اور ہنستے۔ اس طرح انہوں نے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ تک آپکا تعاقب کیا۔ آپ باغ میں داخل ہو کر ایک انگور کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور دعا مانگی

اللھم انی اشکوالیک ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یاارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من یکلنی ان لم یکن بک غضب علی فلاابالی

عتبہ و شیبہ اگرچہ آپ کے سخت دشمن تھے۔ مگر آپ کی یہ حالت دیکھ کر انکو بھی رحم آگیا۔ انہوں نے اپنے نصرانی غلام عداس سے کہا کہ انگوروں کا ایک خوشہ اس تھال میں رکھ کر انکے پاس لے جا اور ان سے کہہ کر کھالیں۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر کھایا۔ عداس متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ایسا کلام ان شہروں کے لوگ نہیں کہتے۔ آپ نے پوچھا۔ تو کہاں سے ہے۔ تم اسکے کہا نینوے سے۔ آپ نے فرمایا وہ تو نیک بندے یونس بن متی کا شہر ہے۔ پھر اس نے آپ سے یونس بن متی کا حال پوچھا۔ اور سن کر آپ پر ایمان لایا۔ اسی سفر میں طائف سے واپس آتے ہوئے بمقام نخلہ جن نصیبین قرآن سن کر آپ پر ایمان لائے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الاٰیہ۔ قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الاٰیہ۔ سیرت ابن ہشام۔ زادالمعاد۔ سیرت حلبیہ

جناب رسالتمآب نے ثقیف کے اس سلوک کو خود حضرت عائشہ صدیقہ سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیحین میں ہے۔ عن عائشۃ انھا قالت یارسول اللہ ھل اتی علیک یوم کان اشد من یوم احد فقال لقد لقیت من قومک وکان اشد مالقیت منھم یوم العقبۃ اذ عرضت نفسی علی ابن عبد یالیل بن کلال فلم یجبنی الی ما اردت فانطلقت وانا مھموم علی وجھی فلم استفق الا بقرن الثعالب فرفعت راسی فاذا انا بسحابۃ قد اظلتنی فنظرت فاذا فیھا جبریل فنادانی فقال ان اللہ قد سمع قول قومک وماردوا علیک ولقد بعث علیک ملک الجبال لتامرہ بما شئت فیھم قال فنادانی ملک الجبال فسلم علی فقال یامحمد ان اللہ قد سمع قول قومک وانا ملک الجبال قد بعثنی ربک الیک لتامرنی بامرک ان شئت ان اطبق علیھم الاخشبین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل ارجوان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبداللہ وحدہ لایشرک بہ متفق علیہ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا یارسول اللہ کیا آپ پر کوئی ایسا دن آیا ہے جو احد کے دن سے سخت ہو۔ آپ نے فرمایا۔ بے شک میں نے تیری قوم سے دیکھا (جو دیکھا) اور جو میں نے اُن سے دیکھا اُن میں سب سے سخت

وَاَغْرَوْا بِهِ السُّفَهَآءَ وَالْعَبِيْدَ فَسَبُّوْهُ بِاَلْسِنَةٍ بَذِيَّةٍ ۝ وَرَمَوْهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى خُضِبَتْ بِالدِّمَاءِ نَعْلَاهُ ۝ ثُمَّ عَادَ اِلٰى مَكَّةَ حَزِيْنًا فَسَاَلَهُ مَلَكُ الْجِبَالِ فِيْ اِهْلَاكِ اَهْلِهَا ذَوِي الْعَصَبِيَّةِ فَقَالَ اِنِّيْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّتَوَلَّاهُ ۝

عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْم

ثُمَّ اُسْرِيَ بِرُوْحِهٖ وَجَسَدِهٖ يَقْظَةً اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَرِحَابِهِ الْقُدْسِيَّةِ ۝

اور آپ پر کمینے لوگوں اور غلاموں کو برانگیختہ کیا۔ جنہوں نے آپ کو بری زبانوں سے گالیاں دیں۔ اور آپ پر پتھر بھی پھینکے یہاں تک کہ آپ کے نعلین خون سے سرخ ہو گئے۔ پھر آپ غمگین ہو کر مکہ کی طرف پھرے۔ پس پہاڑوں کے فرشتے نے آپ سے اجازت چاہی کہ مکہ کے رہنے والوں کو جو ظلم میں عانت کرتے ہیں ہلاک کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی پشتوں سے ایسے شخص پیدا کرے گا جو اللہ کو دوست رکھیں۔

الٰہی بعطر درود و سلام
معطر بکن قبر خیر الانام

پھر آپ کی روح اور جسم دونوں حالت بیداری میں رات کے وقت مسجد اقصیٰ اور اس کے پاک صحنوں تک لیجائے گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) عقبہ سے کا دن تھا جبکہ میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یالیل بن کلال پر پیش کیا۔ اس نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا۔ پس میں غم کی حالت میں گردن جھکائے چلا۔ مجھے ہوش نہ آیا مگر قرن الثعالب میں۔ پس میں نے اپنا سر اٹھایا ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک بادل نے مجھے سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے نگاہ کی۔ ناگاہ اس بادل میں حضرت جبرئیل تھے۔ مجھے جبرئیل نے آواز دی اور کہا۔ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سن لی ہے اور جو تجھے جواب دیا وہ بھی سن لیا ہے۔ البتہ تیری طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا گیا ہے۔ تاکہ تو اسے اس چیز کا حکم دے جو تو اپنی قوم میں چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پس مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کہا۔ پس کہا۔ اے محمدؐ۔ البتہ اللہ نے تیری قوم کی بات سن لی ہے۔ اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ تحقیق مجھ کو تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ تو مجھے اپنے امر سے حکم دے اگر تو چاہے کہ میں اخشبین کو ان پر الٹ دوں۔ (تو الٹ دیتا ہوں) متفق علیہ۔ فائدہ: قرن الثعالب اہل نجد کا میقات ہے اور مکہ سے ایک دن رات کا راستہ ہے۔ اخشبین۔ دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان مکہ مشرفہ واقع ہے۔ ابن عبد یالیل ثقیفی ہے۔

؎ اس مقام پر دو امر ہیں۔ ایک اسراء اور دوسرا معراج۔ اسراء قرآن پاک سے ثابت ہے اور اس کا منکر کافر ہے کیونکہ قطعی الثبوت ہے اور معراج احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے جو حد تواتر کو پہنچنے والی ہیں۔ اور اس کا منکر بدعتی اور گمراہ

وَعُرِجَ بِهٖ اِلَى السَّمٰوٰتِ فَرَاٰى اٰدَمَ فِي الْاُوْلٰى وَقَدْ جَلَّلَهُ الْوَقَارُ وَعَلَاهُ ۝ وَرَاٰى فِي الثَّانِيَةِ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ الْبَتُوْلِ الْبَرَّةِ التَّقِيَّةِ ۝ وَابْنَ خَالَتِهٖ يَحْيَى الَّذِيْ اُوْتِيَ الْحُكْمَ فِيْ حَالِ صِبَاهُ ۝ وَرَاٰى فِي الثَّالِثَةِ يُوْسُفَ بِصُوْرَتِهِ الْجَمَالِيَّةِ ۝ وَفِي الرَّابِعَةِ اِدْرِيْسَ الَّذِيْ رَفَعَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ وَاَعْلَاهُ ۝ وَفِي الْخَامِسَةِ هَارُوْنَ الْمُحَبَّبَ فِي الْاُمَّةِ الْاِسْرَائِيْلِيَّةِ ۝ وَفِي السَّادِسَةِ مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَنَاجَاهُ ۝ وَفِي السَّابِعَةِ اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ جَاءَ رَبَّهٗ بِسَلَامَةِ الْقَلْبِ وَالطَّوِيَّةِ ۝ وَحَفِظَهٗ مِنْ نَارِ نَمْرُوْدَ وَعَافَاهُ ۝ ثُمَّ رُفِعَ اِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى اِلٰى اَنْ سَمِعَ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ بِالْاُمُوْرِ الْمَقْضِيَّةِ ۝

اور آپ کو آسمانوں کیطرف چڑھایا گیا۔ پس آپ نے پہلے آسمان میں حضرت آدم ؑ کو دیکھا اس حال میں کہ ان کو حلم و عظمت نے گھیرا ہوا تھا۔ اور بزرگ بنایا ہوا تھا۔ دوسرے آسمان میں نکوکار، پرہیزگار مریم باکرہ کے بیٹے حضرت عیسٰی ؑ کو اور ان کی خالہ کے بیٹے حضرت یحییٰ کو دیکھا جنہیں اللہ نے لڑکپن میں نبوت عطا کی تھی۔ تیسرے آسمان میں حضرت یوسف ؑ کو انکی جمالی صورت میں دیکھا۔ چوتھے آسمان میں حضرت ادریس ؑ کو دیکھا جن کو اللہ نے اونچے مکان پر اٹھالیا۔ پانچویں آسمان میں حضرت ہارون ؑ کو دیکھا جو بنی اسرائیل میں محبوب تھے۔ چھٹے آسمان میں حضرت موسٰی ؑ کو دیکھا جن سے اللہ نے کلام کی۔ اور راز و نیاز کی باتیں کیں۔ ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم ؑ کو دیکھا جو دل و نیت کی سلامتی سے اپنے رب کیطرف متوجہ ہوئے تھے۔ اور اللہ نے انکو نمرود کی آگ سے بچایا تھا اور عافیت بخشی تھی۔ پھر آپ سدرۃ المنتہٰی[1] کی طرف اٹھائے گئے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۹) ہے کیونکہ ظنی الثبوت ہے۔ اسراء اور معراج دونو حالت بیداری میں جسد مبارک کے ساتھ ہوئے۔ یہی مذہب ہے جمہور محققین و فقہاء و متکلمین و صوفیہ کرام کا۔ قول الٰہی اسریٰ بعبدہ سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ عبد جسم و روح کا نام ہے نہ فقط روح کا۔ آیہ فَجَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ رویا سے مراد رویا عینی ہے جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے۔ اور آیہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى اسی کی تائید کرتی ہے۔ کیونکہ روح کے لئے بصر نہیں بلکہ بصیرت ہے اور سونیوالے کے لئے آنکھ کا عدم طغیان کوئی کمال نہیں علاوہ ازیں احادیث صحیحہ کثیرہ سے اسی کی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہ خواب میں ہوتا تو کوئی انکار نہ کرتا۔ اور لوگ حضور سے بیت المقدس کی نشانیاں دریافت کرتے۔ کیونکہ خواب میں ایسا امر محال نہیں۔ خواب میں تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہم ایک لمحے میں مشرق میں ہیں اور دوسرے میں مغرب میں۔ [1] یہ تمام قصہ احادیث میں بالتفصیل مذکور ہے۔ [1] سدرۃ المنتہٰی ساتویں آسمان پر ایک مقام ہے جہاں ایک

اِلٰی مَقَامِ الْمُکَافَحَۃِ الَّذِیْ قَرَّبَہُ اللّٰہُ فِیْہِ
وَاَدْنَاہُ ○ وَاَمَاطَ لَہٗ حُجُبَ الْاَنْوَارِ الْجَلَالِیَّۃِ
وَاَرَاہُ بِعَیْنَیْ رَأْسِہٖ مِنْ حَضْرَۃِ الرُّبُوْبِیَّۃِ
مَا اَرَاہُ ○ وَبَسَطَ لَہٗ بُسُطَ الْاِجْلَالِ فِی
الْمَجَالِی الذَّاتِیَّۃِ ○ وَفَرَضَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اُمَّتِہٖ
خَمْسِیْنَ صَلٰوۃً ثُمَّ انْہَلَّ سَحَابُ الْفَضْلِ
فَرُدَّتْ اِلٰی خَمْسٍ عَمَلِیَّۃٍ ○ وَلَہَا اَجْرُ
الْخَمْسِیْنَ کَمَا شَآءَ فِی الْاَزَلِ وَقَضَاہُ ○
ثُمَّ عَادَ فِیْ لَیْلَتِہٖ وَصَدَّقَہُ الصِّدِّیْقُ
بِمَسْرَاہُ وَکُلُّ ذِیْ عَقْلٍ وَّرَوِیَّۃٍ ○ وَ
کَذَّبَتْہُ قُرَیْشٌ وَارْتَدَّ مَنْ اَضَلَّہُ الشَّیْطَانُ
وَاَغْوَاہُ ○

عَطِّرِ اللّٰہُمَّ قَبْرَہُ الْکَرِیْمَ
بِعَرْفٍ شَذِیٍّ مِّنْ صَلٰوۃٍ وَّتَسْلِیْمٍ

ثُمَّ عَرَضَ نَفْسَہٗ عَلَی الْقَبَآئِلِ بِاَنَّہٗ
رَسُوْلُ اللّٰہِ فِی الْاَیَّامِ الْمَوْسِمِیَّۃِ ○
فَاٰمَنَ بِہٖ سِتَّۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ
اخْتَصَّہُمُ اللّٰہُ بِرِضَاہُ ○

یہاں تک کہ آپ نے اُن قلموں کی آواز سُنی جن سے قضایائے الٰہی لکھے جا رہے تھے۔ وہاں سے روبرو ہونے کے مقام تک اُٹھائے گئے جس میں اللہ نے آپ کو قریب و نزدیک کیا۔ اور آپ کے لئے جلالی انوار کے پردے اُٹھا دیئے۔ اور آپ کو سر کی دونوں آنکھوں سے بارگاہ ربوبیت سے دکھا دیا جو دکھا دیا۔ اور آپ کے لئے ذاتی جلوہ گاہوں میں بزرگی کے فرش بچھائے۔ اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ پھر فضل و کرم کا بادل اُمڈ کر برسا۔ پس پانچ کر دی گئیں جو معمول ہیں۔ اور پانچ کے لئے پچاس کا ثواب ہے جیسا کہ اللہ نے ازل میں چاہا اور حکم کیا۔ پھر آپ اُسی رات واپس آ گئے۔ اور حضرت صدیق اکبر نے اور ہر ایک عقل و ہوش والے نے آپ کے معراج کی تصدیق کی۔ مگر قریش نے آپ کو جھٹلایا۔ اور جسے شیطان نے گمراہ کیا اور بہکایا وہ مرتد ہو گیا۔

الٰہی یہ عطر و درود و سلام     معطر کرے قبر خیر الانام

پھر آپ نے ایام حج میں اپنے آپ کو قبائل پر ظاہر کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پس انصار میں سے چھ مرد آپ پر ایمان لائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۰) سدرہ یعنی بیر کا درخت ہے۔ اس میں پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے ہجر کے مٹکے اور اسکے پتے ایسے ہیں جیسے ہاتھیوں کے کان۔ اس درخت کی جڑ چھٹے آسمان میں اور شاخیں ساتویں میں ہیں۔ اس پر ہزارہا نوری فرشتے مثل ٹِڈیوں کے تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔ اسے منتہٰی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ بندوں کے اعمال یہاں تک فرشتوں کی وساطت سے پہونچتے ہیں۔ اس سے اوپر بواسطہ قدرت الٰہی سے جاتے ہیں۔ اور امور و احکام الٰہی جو اوپر سے نازل ہوتے ہیں انکو فرشتے اسی جگہ سے نیچے لاتے ہیں۔ پس یہ بندوں کے علوم و اعمال اور فرشتوں کے عروج کا منتہٰی ہے۔ سوائے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی فرشتہ یا انسان آگے اور نہیں گیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے

چناں گرم در تیہ قربت براند    کہ در سدرہ جبرئیل ازو باز ماند
بدو گفت سالار بیت الحرام    کہ اے حامل وحی برتر خرام
بگفتا فراتر مجالم نماند    بماندم

(بقیہ حاشیہ صفحہ (۵۹) شام سے بنی اسرائیل کا ایک لشکر اُن کے مقابلے پر بھیجا اور حکم دیا کہ سب کو قتل کر دو اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو۔ انھوں نے حسب الارشاد سب کو قتل کر دیا مگر عمالقہ کے بادشاہ ارقم کے ایک بیٹے کو جو بڑا خوب صورت تھا قتل نہ کیا۔ اور اس کا فیصلہ حضرت موسےٰ پر ملتوی رکھا۔ جب اس لڑکے کو ساتھ لے کر لشکر شام میں پہونچا۔ تو حضرت موسےٰ کا انتقال ہو چکا تھا بنی اسرائیل نے اس لشکر کو نافرمان قرار دے کر شام میں نہ رہنے دیا۔ لہٰذا وہ لشکر یہود یثرب میں آ رہا۔ پھر جب رومی ملک شام پر قابض ہو گئے۔ تو یہود کے قبیلے بنو النضیر۔ بنو قریظہ اور بنو بہدل وہاں سے بھاگ کر یثرب میں آباد ہو گئے۔ اس طرح یثرب یہود کا ایک بڑا مرکز بن گیا تھا۔ اور وہاں کے یہود دیگر یہودیوں کی نسبت بڑے ثروت و عزت والے تھے۔ اس کے بعد جب مارب و اقع یمن میں اللہ تعالےٰ نے سیل العرم بھیجا۔ تو وہاں کے لوگ جو ازد بن الغوث بن نبت بن مالک بن اُدد بن زید بن کہلان بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد سے تھے مختلف مقامات میں جا آباد ہوئے۔ چنانچہ جو عُمان میں آباد ہوئے ازد شنوءہ کہلائے۔ جو بطن مَر میں جا رہے وہ خزاعہ کہلائے۔ جو حیرہ و حضیر واقع ملک شام میں جا بسے غسان مشہور ہوئے۔ جو قصر عمان میں آباد ہوئے۔ وہ ازد عمان کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور جو یثرب میں آ رہے وہ اوس و خزرج تھے۔ ان کے علاوہ خاسنہ۔ بارق۔ دوس۔ عتیک اور غافق بھی ازد کے قبائل ہیں۔ اوس و خزرج میں سے جو ابتدا میں اسلام لائے وہی لوگ انصار ہیں۔ لفظ انصار جمع ہے نصیر کی جس کے معنے مددگار کے ہیں۔ چونکہ انھوں نے ایمان لا کر جناب رسالت مآب کی مدد کی تھی۔ اس لئے انصار کہلائے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ تاریخ ابوالفدا کتاب الاغانی۔

؎ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے چوتھے سال اپنی رسالت کو ظاہر کیا اور دس سال مکہ شریف میں دعوت اسلام کی۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ ہر سال ایام حج میں تمام قبائل عرب کو دعوت اسلام کرتے اور پکار کر فرماتے کہ اے فلاں شخص کی اولاد۔ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیراؤ اور اس کے سوا دیگر معبودوں کی پرستش سے باز آؤ۔ مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حمایت کرو یہاں تک کہ میں احکام الٰہی کو ظاہر کر دوں۔ جب آپ اس کلام کو ختم کرتے۔ تو آپ کے پیچھے سے ایک شخص بھینگا سر کی دو زلفوں کے بال گندھے ہوئے اور حلہ عدنی پہنے ہوئے یوں منادی کرتا۔ اے فلاں شخص کی اولاد۔ یہ محمد تم کو اس بات کی طرف بلاتا ہے کہ تم لات و عزےٰ کی پرستش کا حلقہ اپنی گردن سے نکال پھینکو۔ اور جو بدعت و گمراہی وہ لایا ہے اسے اختیار کرو۔ اس کا کہنا نہ مانو اور اس کی ایک نہ سنو۔ یہ بھینگا شخص ابولہب تھا۔ اس طرح آپ نے قبیلہ کندہ و کلب و بنی حنیفہ و بنی عامر بن صعصعہ وغیرہم کو دعوت اسلام کی۔ مگر انھوں نے قبول نہ کی۔ چونکہ اللہ تعالےٰ کو اپنے دین اور اپنے رسول کا اعزاز منظور تھا۔ اس لئے نبوت کے گیارھویں سال حسب عادت آپ نے منےٰ میں عقبہ کے نزدیک قبیلہ خزرج کی چھ آدمیوں کو

وَحَجَّ مِنْهُمْ فِي الْقَابِلِ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا وَبَايَعُوْهُ بَيْعَةً حَقِيْقَةً ۝ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَظَهَرَ الْإِسْلَامُ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَتْ مَعْقِلَهٗ وَمَاْوَاهُ ۝ وَقَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْعَامِ الثَّالِثِ سَبْعُوْنَ وَثَلَاثَةٌ اَوْ وَخَمْسَةٌ وَامْرَاَتَانِ مِنَ الْقَبَآئِلِ الْاَوْسِيَّةِ وَالْخَزْرَجِيَّةِ ۝ فَبَايَعُوْهُ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا بِحَاجَةٍ سَرَاةً ۝ فَهَاجَرَ اِلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ ذَوُو الْمِلَّةِ الْاِسْلَامِيَّةِ ۝

جنہیں اللہ نے اپنی خوشنودی کے ساتھ خاص کیا۔ سال آئندہ میں انصار میں سے بارہ مردوں نے حج کیا اور آپ سے بیعت حقہ کی۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ اس طرح مدینہ میں اسلام ظاہر ہوگیا اور مدینہ اسلام کی جائے پناہ ہوگیا۔ تیسرے سال قبائل اوس و خزرج کے تہتر یا پچہتر مرد اور دو عورتیں آپ کے پاس آئیں اور آپ سے بیعت کی آپ نے بارہ بڑے بڑے سردار نقیبوں کو اُن کا امیر بنا دیا۔ پس دین اسلام والوں نے مکہ سے اُن کی طرف ہجرت کی اور اس ثواب کی امید میں اپنا گھر بار چھوڑا جو اُن لوگوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو کفر کو ترک کریں اور اس سے دور ہو جائیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ٥٧) دعوت اسلام کی۔ وہ ایمان لائے۔ انھوں نے مدینے میں پہونچکر اپنے بھائی بندوں کو دعوت اسلام کی۔ اسلئے سال آئندہ میں بارہ مرد ایام حج میں مکہ میں آئے اور عقبہ کے متصل آنحضرت کے ہاتھ پر عورتوں کیطرح بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے۔ چوری نہ کریں گے۔ قتل نہ کریں گے۔ زمانہ حال و استقبال میں بہتان نہ لگائیں گے۔ کسی امر معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کرینگے۔ چونکہ عورتوں سے انھی امور پر بیعت ہوئی تھی۔ اس لئے بیعت مذکورہ کو عورتوں کی سی بیعت کہا۔ اس کو العقبۃ الاولیٰ یعنی عقبہ میں اول مرتبہ بیعت کہتے ہیں۔ جناب رسالت مآب نے اِن بارہ مردوں کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہاشم کو کر دیا تاکہ انکو تعلیم اسلام دیں۔ حضرت مصعب سعد بن زرارہ کے ساتھ پہلے بنی عبد الاشہل میں آئے۔ اس قبیلے کے سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر مصعب کے سمجھانے سے ایمان لائے۔ انکے اسلام لانے پر سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو سیرت ابن ہشام۔

؎ یہ لوگ نبوت کے تیرھویں سال مصعب بن عمیر کے ساتھ مکہ میں آئے۔ اور عقبہ منےٰ میں اس بات پر آنحضرت سے بیعت کی کہ جو چیز ہم اپنے اہل و عیال سے باز رکھتے ہیں وہ آپ سے بھی باز رکھینگے۔ اسے عقبہ کی بیعت ثانیہ کہتے ہیں۔ آپ نے انمیں سے بارہ مردوں کو نقیب بنا کر اُن سے یوں ارشاد کیا انتم علی قومکم بما فیہم کفلاء ککفالۃ الحواریین لعیسی بن مریم وانا کفیل علی قومی قالوا نعم یعنی تم اپنی اپنی قوم کے حالات کے کفیل ہو جیسے حواری حضرت عیسےٰ بن مریم کے کفیل تھے اور میں تمام مسلمین کا کفیل ہوں۔ انھوں نے کہا ہاں۔ اس بیعت کے

وَفَارَقُوا الْاَوْطَانَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدَ لِمَنْ هَجَرَ الْكُفْرَ وَنَاوَاهُ ○ وَخَافَتْ قُرَيْشٌ اَنْ يَّلْحَقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْحَابِهٖ عَلَى الْفَوْرِيَّةِ ○ فَاْتَمَرُوْا بِقَتْلِهٖ فَحَفِظَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ كَيْدِهِمْ وَنَجَّاهُ ○ وَاُذِنَ لَهٗ فِي الْهِجْرَةِ فَرَقَبَهُ الْمُشْرِكُوْنَ لِيُوْرِدُوْهُ بِزَعْمِهِمْ حِيَاضَ الْمَنِيَّةِ ○ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ وَنَثَرَ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ التُّرَابَ وَحَثَاهُ ○ وَاَمَّ غَارَ ثَوْرٍ وَفَازَ الصِّدِّيْقُ فِيْهِ بِالْمَعِيَّةِ ○ وَاَقَامَا فِيْهِ ثَلٰثًا تَحْمِي الْحَمَائِمُ وَالْعَنَاكِبُ حِمَاهُ ○ ثُمَّ خَرَجَا مِنْهُ لَيْلَةَ الْاِثْنَيْنِ وَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْرِ مَطِيَّةٍ ○ وَتَعَرَّضَ لَهٗ سُرَاقَةُ فَابْتَهَلَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ وَدَعَاهُ ○

قریش ڈرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہیں فوراً اپنے اصحاب سے مل جائیں۔ پس انہوں نے آپ کے قتل کرنے کے لئے مشورہ کیا۔ مگر اللہ تعالے نے آپ کو ان کے کرسے بچا لیا اور نجات دی۔ اور آپ کو ہجرت کی اجازت دی گئی۔ پس مشرک اس تاک میں لگے کہ آپ کو بزعم خود موت کے حوضوں میں اتار دیں۔ آپ ان کی طرف نکلے اور ان کے سروں پر مٹی کی مٹھی بھر کر پھینک دی۔ اور غار ثور کا قصد کیا۔ صدیق اکبر نے اس غار میں ساتھ ہونے کا شرف پایا۔ وہ تو اس میں تین راتیں رہے کبوتر اور کڑیاں آپ کی محفوظ جگہ کی حفاظت کرتی تھیں۔ پھر دو شنبہ کی رات کو دونوں غار سے نکلے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عمدہ اونٹنی (قصواء) پر سوار تھے) سراقہ آپ کے آگے آیا۔ پس آپ نے اس معاملہ میں اللہ تعالے سے عاجزی کی۔ اور سراقہ کو بددعا دی۔



لہ جب قریش نے دیکھا کہ جناب رسالت مآب کے معاون و مددگار بہت ہو گئے ہیں اور اصحاب میں بھی بہت سے آدمی داخل ہیں۔ تو انہیں خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے معاونین کو ہمراہ لے کر مدینہ پر چڑھائی کر کے آ نے اپنے قبضے میں لائیں۔ اس لئے وہ مشورہ کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے جسے قصی بن کلاب نے بنایا تھا جسکا دروازہ مسجد کعبہ کیطرف تھا۔ بعض نے کہا کہ جب صبح ہو تو آنحضرت کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر ایک کوٹھری میں بند کر دو۔ بعض نے کہا کہ ان کو یہاں سے نکال دو۔ ابو جہل لعین نے کہا۔ نہیں بلکہ انکو قتل کر دو۔ سب نے شیخ نجدی یعنی شیطان سے اور ابو جہل کی رائے سے اتفاق کیا اور مل کر آنحضرت کو گھر میں آگھیرا۔ مگر اللہ تعالے نے آپ کو مطلع کر دیا۔ پس آپ نے حضرت علی سے کہا۔ یا علی تم یہ میری سبز چادر اوڑھ کر میری جگہ لیٹ جاؤ۔ آپ نے خاک کی ایک مٹھی لے کر اس پر سورہ یٰس شریف کی شروع کی آیات فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑھ کر کفار کے سروں پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲) پھینک دی۔ اور اس مجمع میں سے صاف نکل گئے۔ کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ ایک شخص نے جو اس مجمع میں نہ تھا اُن کو اطلاع دی کہ آنحضرت تو تمہاری آنکھوں میں خاک ڈال کر چلے گئے ہیں۔ مگر حضرت علی کو بستر پر سبز چادر اوڑھے ہوئے دیکھ کر وہ اسی خیال میں رہے کہ جناب رسالت مآب سو رہے ہیں۔ جب صبح کو حضرت علی بیدار ہوئے۔ تو سب ہاتھ ملتے رہ گئے۔ آیت وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ میں اسی قصہ کیطرف اشارہ ہے۔

آنحضرت اپنے دولت خانہ سے حضرت ابوبکر کے گھر گئے۔ اور اُس سے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے حضرت ابوبکر نے عرض کی۔ الصحابة بابی انت یارسول اللہ (میں مصاحبت چاہتا ہوں۔ میرا باپ تجھ پر قربان ہو یارسول اللہ) آپ نے فرمایا نعم (ہاں) حضرت ابوبکر نے عرض کی۔ فخذ بابی انت یارسول اللہ احدی راحلتی ھاتین (میرا باپ تجھ پر قربان ہو یارسول اللہ۔ میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک لے لیں) آپ نے فرمایا: بالثمن (میں قیمت سے لیتا ہوں۔ بی بی عائشہ جو اس وقت اپنے باپ کے گھر میں آئی ہوئی تھیں بیان کرتی ہیں کہ ہم نے سفر کیضروریات کو جلد تیار کر دیا اور دونو کے لئے زادراہ تیار کر کے ایک تھیلی میں ڈالدیا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے اپنے کمربند کے ایک ٹکڑے سے تھیلی کا منہ بند کر دیا اور دوسرے سے مشکیزے کا تسمہ بنا دیا۔ اس وجہ سے اسماء کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔ غرض جناب رسالت مآب صدیق اکبر کو ساتھ لے کر جبل ثور کی غار میں جا چھپے۔ امر الٰہی سے اُس غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تنا۔ اور اُس کے کنارے پر کبوتری نے انڈے دیئے۔ کفار قریش نے ایسا تعاقب کیا کہ اُس غار کے دروازے پر پہنچ گئے۔ مگر مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر آنحضرت اس میں داخل ہوتے۔ تو مکڑی جالا نہ تنتی اور کبوتری انڈے نہ دیتی ع وظنوا الحمام وظنوا العنکبوت علی۔ خیر البریة لم تنسج ولم تحم

صدیق اکبر نے گھبرا کر عرض کی۔ یارسول اللہ لو ان احدھم نظر الی قدمہ ابصرنا (یارسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنے قدم کیطرف نظر ڈالے تو ہمیں دیکھ لے گا) آپ نے فرمایا۔ یا ابابکر ماظنک باثنین اللہ ثالثھما (اے ابوبکر تیرا کیا گمان ہے اُن دو کی نسبت جنکا تیسرا اللہ ہو) تین دن کے بعد اُس غار سے نکلے۔ تو سراقہ تعاقب میں آپ کے نزدیک آپہونچا۔ حضرت ابوبکر بولے۔ اتینا یارسول اللہ (ہم پر آپہونچے یارسول اللہ) آپ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا (تو غمگین نہ ہو۔ البتہ اللہ ہمارے ساتھ ہے) پس آپ نے سراقہ پر بددعا کی۔ سراقہ کا گھوڑا سراقہ سمیت پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ۔ میرے واسطے دعائے خیر کریں۔ میں کسی کافر کو آپ تک نہ آنے دونگا۔ پس آپ کی دعا سے سراقہ نے نجات پائی۔ اور وہ واپس لوٹا۔ راستے میں جس سے ملتا آپ

فَسَاخَتْ قَوَائِمُ يَعْبُوبِهِ
فِي الْأَرْضِ الصَّلْبَةِ الْقَوِيَّةِ ○
وَسَأَلَهُ الْأَمَانَ فَمَنَحَهُ إِيَّاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيمٍ
وَمَرَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِقُدَيْدٍ عَلَى أُمِّ مَعْبَدٍ الْخُزَاعِيَّةِ ○

اس پر سراقہ[1] کے لیے تیز رفتار گھوڑے کی ٹانگیں سخت کڑی زمین میں دھنس گئیں۔ اور اُسنے آپ سے پناہ مانگی۔ پس آپ نے اُسے امان دی۔

الٰہی معطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

اور مقام قدید[2] میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ام معبد[3] خزاعیہ پر گزرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵) یہ کہہ کر واپس کر لیتا کہ میں نے بہت ڈھونڈا۔ آنحضرت ادھر نہیں ہیں۔ غرض آنحضرت صلعم بارھویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن ظہر کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ سیرت ابن ہشام۔ دلائل حافظ ابی نعیم۔ مشکوۃ وصحیح بخاری۔

[1] سراقہ بن مالک بن جعشم شاعر تھا۔ فتح مکہ کے روز ایمان لایا اور ابوجہل سے یوں کہا۔

اباحکم واللّٰہ لو کنت شاهدا + لامر جوادي اذ تسیخ قوائمه + علمت ولم تشکك بان محمدا
اے ابو حکم اللہ کی قسم اگر تو دیکھتا — میرے گھوڑے کا حال جب دھنسی تھیں اس کی ٹانگیں — تو جان جاتا اور شک نہ کرتا کہ محمد
رسول وبرهان فمن ذا یقاومه + . . . جناب رسالت مآب نے سراقہ سے فرمایا تھا۔ کیف بك
رسول برہان ہیں پس کون مقابلہ کر سکتا ہے آپ کا
اذالبست سواری کسریٰ تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے دو کنگن پہنایا جائیگا۔ جب خلافت عمرؓ میں وہ دو کنگن حضرت عمرؓ کے ہاتھ آئے تو آپ نے سراقہ کو پہنا دئے اور فرمایا۔ الحمد للہ الذی سلبہما کسریٰ والبسہما سراقۃ۔ ستایش اللہ کو ہے جس نے یہ کنگن کسریٰ سے چھین لئے اور سراقہ کو پہنا دئیے۔ ۲۴ھ میں بعہد عثمان غنی سراقہ نے وفات پائی۔

[2] قدید مدینے کے راستے میں رابغ کے نزدیک ایک جگہ ہے۔

[3] ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد بن منقذ بن ربیعہ ہے۔ وہ پارسا اور قوی تھی۔ اپنے خیمے کے صحن میں بیٹھا کرتی اور مساکین وفقراء کو پانی پلاتی۔ اور کھانا کھلایا کرتی تھی۔ استیعاب لابن عبد البر۔

وَاَرَادَ ابْتِيَاعَ لَحْمٍ اَوْ لَبَنٍ مِنْهَا فَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ خِبَاؤُهَا قَدْ حَوَاهُ ۝ فَنَظَرَ اِلٰى شَاةٍ فِي الْبَيْتِ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الرَّعِيَّةِ ۝ فَاسْتَأْذَنَهَا فِي حَلْبِهَا فَاَذِنَتْ وَقَالَتْ لَوْ كَانَ بِهَا حَلَبٌ لَاَصَبْنَاهُ ۝ فَمَسَحَ الضَّرْعَ مِنْهَا وَدَعَى اللّٰهَ مَوْلَاهُ وَوَلِيَّهُ ۝ فَدَرَّتْ وَحَلَبَ وَسَقٰى كُلًّا مِنَ الْقَوْمِ وَاَرْوَاهُ ۝ ثُمَّ حَلَبَ وَمَلَأَ الْاِنَاءَ وَغَادَرَهُ لَدَيْهَا اٰيَةً جَلِيَّةً ۝ فَجَاءَ اَبُوْ مَعْبَدٍ وَرَاَى اللَّبَنَ فَذَهَبَ بِهِ الْعَجَبُ اِلٰى اَقْصَاهُ ۝ قَالَ اَنّٰى لَكِ هٰذَا وَلَا حَلُوْبَ بِالْبَيْتِ تَبِضُّ بِقَطْرَةٍ لَبَنِيَّةٍ ۝ فَقَالَتْ مَرَّ بِنَا رَجُلٌ مُبَارَكٌ كَذَا وَكَذَا اجْتِمَاعُهُ وَمَعْنَاهُ ۝ فَقَالَ هٰذَا صَاحِبُ قُرَيْشٍ وَاَقْسَمَ بِكُلِّ اَلِيَّةٍ ۝ بِاَنَّهُ لَوْ رَاٰهُ لَاٰمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَدَانَاهُ ۝ وَقَدِمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ثَانِيْ عَشَرَ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَاَشْرَقَتْ بِهِ اَرْجَاؤُهَا الزَّكِيَّةُ ۝

اور اُس سے گوشت یا دودھ خریدنا چاہا۔ مگر اُس کے خیمے میں انہیں سے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ آپ نے اُس کے گھر میں ایک بکری دیکھی جو کمزوری و لاغری کے سبب دوسری بکریوں سے گھر میں پیچھے رہ گئی تھی۔ آپ نے اُس کے دوہنے کی اجازت مانگی۔ ام معبد نے اجازت دیدی اور بولی۔ اگر اُس کے نیچے دودھ ہوتا تو البتہ ہم خود اُسے دوہ لیتے آپ نے اسکے تھن پر ہاتھ پھیرا اور اپنے مالک و مددگار اللہ سے دعا کی۔ پس دودھ اتر آیا۔ آپ نے دوہا اور قوم میں سے ہر ایک کو پلا کر سیراب کر دیا۔ آپ نے پھر دوہا اور دوہنے کے برتن کو بھر لیا اور اُسے ام معبد کے پاس بطور ایک ظاہر نشانی کے چھوڑا۔ اسکا خاوند ابو معبد آیا۔ اور اُس نے وہ دودھ دیکھا۔ اُسے نہایت درجے کا تعجب ہوا۔ پوچھا یہ دودھ تیرے پاس کہاں سے آیا۔ حالانکہ گھر میں تو کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام معبد نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک مبارک شخص ایسی ایسی طرح کی ظاہری و باطنی ہیئت والا آیا تھا۔ ابو معبد بولا۔ وہی تو قریش کے سردار ہیں۔ اور طرح طرح کی قسمیں کھائیں کہ اگر میں ان کو دیکھ پاؤں۔ تو آپ پر ایمان لاؤں۔ انکی پیروی کروں اور انکے پاس رہوں۔ غرض آنحضرت صلعم بارھویں ربیع الاول دوشنبہ کے دن مدینہ میں پہونچے۔

ؔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن حزام بن هشام عن ابيه عن جده حبيش بن خالد وهو اخو ام معبد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حين اخرج من مكة خرج مهاجرا

الی المدینة هو وابو بکر و مولی ابی بکر عامر بن فهیرة و دلیلهما مروا علی خیمتی ام معبد فسألوها لحما وتمرا لیشتروا منها فلم یصیبوا عندها شیئاً من ذلک وکان القوم مرملین مسنتین فنظر رسول الله صلی الله علیه وسلم الی شاة فی کسر الخیمة فقال ما هذه الشاة یا ام معبد قالت شاة خلّفها الجهد عن الغنم قال هل بها من لبن قالت هی اجهد من ذلک۔ قال اتاذنین لی ان احلبها قالت بابی انت وامی ان رأیت بها حلبًا فاحلبها فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم فمسح بیده ضرعها وسمّی الله تعالی ودعا لها فی شاتها فتفاجت علیه ودرّت واجترت فدعا باناء یربض الرهط فحلب فیه ثجا حتی علاه البهاء ثم سقاها حتی رویت وسقی اصحابه حتی رووا ثم شرب اخرهم ثم حلب فیه اناء ثانیاً بعد بدء حتی ملأ الاناء ثم غادره عندها وبایعها وارتحلوا عنها رواه فی شرح السنة وابن عبد البر فی الاستیعاب وابن الجوزی فی کتاب الوفاء وفی الحدیث قصة انتهی۔

ترجمہ۔ ام معبد کے بھائی حبیش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت مکہ سے نکالے گئے۔ مدینہ کیطرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے وہ اور ابو بکر اور ابو بکر کا آزاد کیا ہوا غلام عامر بن فہیرہ اور دونو کا رہبر (عبداللہ بن اریقط اللیثی) اور ام معبد کے دو خیموں پر گذرے۔ اُس سے گوشت اور چھوارے دریافت کئے تاکہ خرید لیں۔ پس اُسکے پاس ان میں سے کوئی چیز نہ پائی۔ اور ام معبد کی قوم بے زاد و بے توشہ اور قحط زدہ تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کی جانب ایک بکری دیکھی۔ پوچھا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے۔ اُسنے جواب دیا کہ لاغری و کمزوری کے سبب بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔ آپنے پوچھا۔ کیا اس کے نیچے دودھ ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ وہ اس سے بعید ہے کہ دودھ دے۔ آپ نے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ اسے دُوہ لوں۔ اُسنے عرض کی۔ میرے ماں باپ تجھپر قربان ہوں۔ اگر تو اس کے نیچے دودھ دیکھے۔ تو اسے دُوہ لے۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ بکری طلب کی اور اپنا ہاتھ اُس کے تھن پر پھیرا اور بسم اللہ پڑھی اور ام معبد کے لئے اُس کی بکری کی نسبت دعا کی۔ پس بکری نے آپ کے لئے اپنی دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں اور دودھ دیا اور جگالی کی۔ آپ نے برتن منگایا جو گروہ کو سیراب کرے۔ پس آپنے اُس میں خوب دوہا یہاں تک کہ اُسپر جھاگ آ گئی۔ پھر اُسے پلایا یہاں تک کہ سیر ہو گئی اور اپنے

ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔ پھر سب کے بعد آپ نے پیا۔ پھر پہلی بار کے بعد دوسری دفعہ دوہا یہاں تک کہ برتن کو بھر دیا۔ پھر اس برتن کو ام معبد کے پاس چھوڑا اور ام معبد کو اسلام میں بیعت کی۔ اور سب اس کے پاس سے کوچ کر گئے۔ اس حدیث کو شرح السنہ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن الجوزی نے کتاب الوفاء میں روایت کیا ہے اور اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ انتہی۔ وہ قصہ استیعاب میں اسکے بعد یوں مذکور ہے۔ فقلما لبثت

حتی جاء زوجها ابو معبد یسوق اعنزا عجافا یتساوکن هزالا مخهن قلیل فلما رأی ابو معبد اللبن عجب وقال من این لك هذا اللبن یا ام معبد والشاة عازب حیال ولا حلوب فی البیت قالت لا واللّٰه الا انه مر بنا رجل مبارك من حاله كذا وكذا قال صفیه لی یا ام معبد قالت رأیت رجلا ظاهر الوضاءة ابلج الوجه حسن الخلق لم تعبه ثجلة ولم تزر به صعلة وسیم قسیم فی عینیه دعج وفی اشفاره عطف وفی عنقه سطع وفی صوته صحل وفی لحیته كثاثة ازج اقرن ان صمت فعلیه الوقار وان تكلم سما وعلاه البهاء اجمل الناس وابهاه من بعید واحسنه واجمله من قریب حلو المنطق فصل لا نزر ولا هذر كان منطقه خرزات نظم یتحدرن ربعة لا بائن من طول ولا تقتحمه عین من قصر غصن بین غصنین فهو انضر الثلاثة منظرا واحسنهم قدرا له رفقاء یحفون به ان قال انصتوا لقوله وان امر تبادروا الی امره محفود محشود لا عابس ولا مفند قال ابو معبد هو واللّٰه صاحب قریش الذی ذكر لنا من امره ما ذكر بمكة ولقد هممت ان اصحبه ولافعلن ان وجدت الی ذلك سبیلا۔ فاصبح صوت بمكة عال یسمعون الصوت ولا یدرون من صاحبه وهو یقول

| | |
|---|---|
| جزی اللّٰه رب الناس خیر جزائه | رفیقین حلا خیمتی ام معبد |
| هما نزلاها بالهدی فاهتدت به | فقد فاز من امسی رفیق محمد |
| فیا لقصی ما زوی اللّٰه عنكم | به من فعال لا تجازی وسودد |
| لیهن بنی كعب مقام فتاتهم | ومقعدها للمؤمنین بمرصد |
| سلوا اختكم عن شاتها وانائها | فانكم ان تسألوا الشاة تشهد |

دعاها بشاة حائل فتحلبت

علیه بصریح ضرة الشاة مُزبد

فغادرها رهنا لدیها الحالب

یرددها فی مصدر ثم مورد

---

ترجمہ - پس ام معبد تھوڑی دیر ٹھیری کہ اتنے میں اُسکا خاوند ابو معبد لاغر بکریاں ہانکتے ہوئے آیا جو دبلاپن کے سبب آہستہ چلتی تھیں اور اُنکی ہڈیوں میں مغز کم تھا۔ جب ابو معبد نے دودھ دیکھا۔ تو متعجب ہو کر کہنے لگا۔ اے ام معبد تیرے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا حالانکہ بکریاں دور چراگاہ میں تھیں اور حاملہ نہ تھیں اور گھر میں کوئی دودھ دینے والی نہ تھی۔ اُس نے کہا نہیں قسم خدا کی مگر ہم پر ایک مبارک مرد گزرا جس کا حال ایسا ایسا تھا۔ اُس نے کہا اے ام معبد میرے لئے اُس کے اوصاف بیان کر۔ ام معبد نے کہا۔ میں نے اُس کو دیکھا۔ اُس کی خوب صورتی ظاہر۔ چہرہ نورانی۔ خلق اچھا۔ کلائی شکم نے اُس کو عیب ناک نہ کیا۔ اور سر کی چھوٹائی نے اُس کو معیوب نہ بنایا۔ خوب صورت خوبرو۔ دونوں آنکھوں میں سیاہی۔ پلکوں میں درازی۔ گردن میں لمبائی۔ آواز میں نرم خشونت۔ داڑھی گھنی۔ بھویں باریک و دراز (بظاہر) دونوں نتھنوں کے درمیان ملی ہوئیں۔ اگر وہ چپ ہو تو اُس پر وقار و تمکین ہے۔ اگر کلام کرے۔ تو اُس پر خوبی وزیبائی آجاتی ہے۔ دور سے سب لوگوں سے خوب صورت وزیبا۔ اور قریب سے سب سے حسن و جمال میں سوا۔ کلام شیریں حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ نہ حد سے کم نہ حد سے زیادہ۔ گویا اُس کا کلام لڑی کے موتی ہیں جو گر رہے ہیں۔ میانہ قد نہ طول میں بہت زیادہ اور نہ اتنے کوتاہ کہ آنکھ اُس کو حقیر سمجھے۔ ایک ٹہنی ہے دو ٹہنیوں کے درمیان۔ پس وہ تینوں میں شکل کے لحاظ سے سب سے تازہ اور قدر میں سب سے اچھا۔ وہ مخدوم ہے اپنے اصحاب سے گھرا ہوا۔ نہ ترش رو۔ نہ بڑھاپے سے حواس باختہ۔ ابو معبد نے کہا۔ اللہ کی قسم وہی قریش کا سردار ہے جس کے حال سے کہ ہمارے پاس ذکر کیا گیا جو ذکر کیا گیا۔ اور بیشک میں نے قصد کر لیا ہے کہ میں اُس کا ساتھ دوں۔ اور میں ضرور ایسا کروں گا اگر اُس طرف راہ پاؤں۔ پس صبح کو مکہ میں ایک بلند آواز آئی۔ لوگ اُس آواز کو سنتے تھے مگر آواز والے کو نہ جانتے تھے۔ وہ ہاتف یہ کہتا تھا۔

(اشعار کا ترجمہ لفظی)

اللہ لوگوں کا پالنے والا نیک جزا دے　　　دو رفیقوں کو جو اترے ام معبد کے دو خیموں میں

| | |
|---|---|
| وَتَلَقَّاهُ الْاَنْصَارُ وَنَزَلَ بِقُبَاءٍ<br>وَاَسَّسَ مَسْجِدَهَا عَلٰى تَقْوَاهُ ○<br>عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْم<br>بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيْم | اور آپ نے مدینہ کے پاک اطراف روشن ہوگئے۔ اور<br>انصار آپ سے ملے۔ آپ قبا میں اترے اور مسجد قبا کی بنا<br>تقوے پر ڈالی۔<br>الہی بہ عطر درود وسلام معطر بکن قبر خیر الانام |

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰)

دونوں اسکے ہاں اترے ہدایت کے ساتھ پس اسنے ہدایت پائی اس سے — پس کامیاب ہوا وہ جو بنا رفیق محمد کا

تعجب ہے قصی (کی اولاد) جو کچھ اٹھالیا اللہ نے تم سے — اسکی بزرگی کے سبب کہ تم بیکار ہو اس سے اسکا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا

مبارک ہو بنی کعب (ام معبد کی قوم) کو انکی جوان عورت کا گھر — اور بیٹھنا مومنوں کے لئے انتظار کی جگہ میں

تم پوچھو اپنی بہن سے انکی بکری اور انکے برتن کی نسبت — تحقیق اگر تم پوچھو گے بکری شہادت دے گی

آنحضرت نے ام معبد کی بے حمل بکری کے لئے دعا کی پس اس نے دودھ پیدا کر دیا — آپ پر بھاگ لٹنے والا خالص دودھ بکری کے تھن نے

پس آپ نے چھوڑا بکری کو ثابت رکھ کے اسکے پاس اسکے دودھ دینے کے لئے — جو پھر آتا تھا اسکو اسکے لوٹنے اور جانے کے مکان میں انتہیٰ

ملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن قبا سے آگے باطن مدینہ کو روانہ ہوئے۔ حضور کی تشریف آوری سے جو خوشی اہل مدینہ کو ہوئی۔ اسکا بیان نہیں ہو سکتا حضرت براء بن عازب جو مشاہیر انصار میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ فما رأیت اهل المدينة فرحوا بشئ فرحهم به حتى رأيت الولائد والصبيان يقولون هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جاء (سپ میں نے اہل مدینہ کو کسی شے سے ایسے خوش نہ دیکھا جیسے کہ حضور کی تشریف آوری سے یہاں تک کہ میں نے لڑکے لڑکیوں کو یہ کہتے دیکھا۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو تشریف لائے ہیں۔ مشکوۃ۔ باب فضائل النبی صلے اللہ علیہ وسلم) حضرت انس خادم جناب سرور کائنات فرماتے ہیں لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة لعبت الحبشة بحرابهم فرحا لقدومه (جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں حبشی غلام ہتھیاروں سے کھیلتے تھے۔ ابوداؤد) راستے میں یہ حالت تھی کہ جو لوگ آنحضرت کے ناقہ کو دیکھتے تھے اور انصار کے جس گھر پر حضور کا گزر ہوتا تھا۔ بعت تواضع وتکریم سے پیش آتے تھے اور حضرت کے ناقہ کو روک لیتے تھے اور یہ عرض کرتے تھے کہ حضرت ہمیں قدوم تجنہ فرمائیے۔ آنحضرت سب کے لئے دعائے خیر کرتے تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱)

اور فرماتے تھے کہ میری یہ ناقہ مامور ہے۔ جس جگہ یہ بیٹھے گی وہی میری قرارگاہ ہے۔ اس تزک و احتشام سے آپ جمعہ کے وقت قبیلہ بنی سالم میں پہونچے اور نماز جمعہ اُس جگہ پڑھی جو اب مسجد جمعہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد وہاں سے نکلے۔ قبائل اُسی طرح سے قرتم رکاب کرامت مآب ہو کر اترنے کے لئے التجا کرتے تھے۔ حضور سب کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہاں بیٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے جہاں مسجد نبوی کا منبر شریف ہے۔ ناقہ بے اختیار وہاں بیٹھ گئی۔ پھر بے اختیار وہاں سے اٹھ کر چند قدم آگے چلی۔ مگر واپس آکر اپنی پہلی جگہ پر بیٹھ گئی۔ ناقہ کا بیٹھنا تھا کہ بنی نجار کی لڑکیوں کی ایک جماعت جناب سید ابرار کی تشریف آوری کی خوشی میں دف بجاتی ہوئی آئیں اور یہ گائیں۔

شعر

نحن جوار من بنی النجار　　　یا حبذا محمد من جار

(ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں۔ واہ وا محمدؐ ہمسایہ)

آنحضرت نے اتر کر اس جگہ کو برکت دی۔ ابو ایوب انصاری مارے شوق کے حضرت کے ناقہ کا کجاوہ اپنے گھر لے گیا۔ آپ بھی المرء مع رحلہ　　فرما کر ابو ایوب کے گھر تشریف لے گئے۔ اور مسجد نبوی اور مسکن شریف کی تیاری تک وہیں قیام پذیر ہوئے۔

شعر

مبارک منزلے کان خانہ را ماہے چنیں باشد

ہمایوں کشورے کان عرصہ را شاہے چنیں باشد

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلَ النَّاسِ خَلْقًا وَّخُلُقًا ذَا ذَاتٍ وَّصِفَاتٍ سَنِيَّةٍ ○ مَرْبُوْعَ الْقَامَةِ أَبْيَضَ اللَّوْنِ مُشْرَبًا بِحُمْرَةٍ وَاسِعَ الْعَيْنَيْنِ أَكْحَلَهَا أَهْدَبَ الْأَشْفَارِ قَدْ مُنِحَ الزَّجَجَ حَاجِبَاهُ ○ مُفَلَّجَ الْأَسْنَانِ وَاسِعَ الْفَمِ حَسَنَهُ وَاسِعَ الْجَبِيْنِ ذَا جَبْهَةٍ هِلَالِيَّةٍ ○

اور تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت[1] وسیرت میں سب لوگوں سے کامل۔ عالی ذات وصفات۔ میانہ قد۔ سفید رنگ سرخی ملا ہوا۔ بڑی بڑی آنکھیں سرگمیں[2]۔ لمبی لمبی پلکیں۔ بھویں لمبی[3] باریک۔ دانت کشادہ۔ منہ خوبصورت چوڑا۔ جانب[4] پیشانی کشادہ۔ پیشانی بشکل[5] ہلال۔

[1] یہاں سے ہمارے آقائے نامدار کا حلیہ شریف بیان ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ جن بزرگوں نے آپ کا وصف بیان کیا ہے وہ صرف بر سبیل تمثیل بیان کیا ہے۔ ورنہ حقیقت وصف آنجناب کو کوئی بندہ سوائے خالق کے نہیں جانتا۔ اسی واسطے امام بوصیری رحمۃ اللہ نے ہمزیہ میں فرمایا ہے۔ انما مثلوا صفاتك للناس كما مثل النجوم الماء یعنی وصف کرنے والوں نے لوگوں کے لئے تیری صفات کی صرف صورت دکھائی ہے جیسا کہ پانی ستاروں کی صورت دکھا دیتا ہے۔ حاشیۃ الشیخ ابراہیم البیجوری علی الشمائل المحمدیہ للترمذی۔ [2] عن جابر بن سمرة قال كان في ساقي رسول الله صلى الله عليه وسلم حموشة وكان لا يضحك الا تبسما وكنت اذا نظرت اليه قلت اكحل العينين وليس باكحل رواه الترمذي

ترجمہ۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں میں باریکی تھی۔ اور آپ نہ ہنستے تھے مگر بطریق تبسم۔ اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تھا تو کہتا تھا کہ آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے تھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ [3] شمائل ترمذی میں ازج الحواجب سوابغ في غير قرن وارد ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپ کی بھویں باریک و دراز تھیں مگر دونوں آنکھوں کے درمیان باہم ملی ہوئی نہ تھیں۔ حدیث ام معبد میں ازج اقرن وارد ہے جس سے ظاہر ہے کہ دونوں آنکھوں کے درمیان ملی ہوئی تھیں۔ دونوں میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص سرسری طور پر بغیر تامل و غور کے دیکھتا اسے ملی ہوئی نظر آتی تھیں جیسا کہ ام معبد نے بیان کیا۔ مگر جو شخص غور سے دیکھتا وہ دونوں میں فاصلہ پاتا جیسا کہ حدیث ترمذی میں آیا ہے پس آپ بحسب الظاہر اقرن تھے مگر فی الواقع ازج تھے۔ حاشیۃ الشیخ ابراہیم البیجوری علی الشمائل المحمدیہ۔ [4] عربی میں جبین جانب پیشانی کو اور جبہۃ پیشانی کو کہتے ہیں۔ پس جبہۃ ہر دو جبین کے درمیان ہوتا ہے۔ فافہم۔ [5] مسلم میں حدیث جابر میں وكان مستديرا اور شمائل ترمذی میں حدیث علی میں كان في وجهه تدوير

سَهْلُ الْخَدَّيْنِ يُرَى فِي أَنْفِهِ بَعْضُ احْدِيدَابٍ
حَسَنُ الْعِرْنِيْنِ أَقْنَاهُ ○ بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ
سَبْطُ الْكَفَّيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ
كَثُّ اللِّحْيَةِ عَظِيْمُ الرَّأْسِ شَعْرُهُ إِلَى الشَّحْمَةِ
الْأُذُنِيَّةِ ○ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ قَدْ عَمَّهُ
النُّوْرُ وَعَلَاهُ ○ وَعَرَقُهُ كَاللُّؤْلُؤِ وَعَرْفُهُ
أَطْيَبُ مِنَ النَّفَحَاتِ الْمِسْكِيَّةِ ○ وَيَتَكَفَّأُ فِي
مِشْيَتِهِ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ أَوْ تَقَاهُ ○ وَ
كَانَ يُصَافِحُ الْمُصَافِحَ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ ○ فَيَجِدُ
مِنْهَا سَائِرَ الْيَوْمِ رَائِحَةً عَبْهَرِيَّةً ○ وَ
يَضَعُهَا عَلَى رَأْسِ الصَّبِيِّ فَيُعْرَفُ مَسُّهُ
لَهُ مِنْ بَيْنِ الصِّبْيَةِ وَيُدْرَاهُ ○ يَتَلَأْلَأُ
وَجْهُهُ الشَّرِيْفُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ فِي اللَّيْلَةِ
الْبَدْرِيَّةِ ○ يَقُوْلُ نَاعِتُهُ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ
وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَا بَشَرٌ يَرَاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِنْ صَلَاةٍ وَتَسْلِيْمٍ

رخسار ہموار۔ ناک خوب صورت لمبی۔ درمیان میں ابھرا[ملہ]
نمایاں۔ دونوں شانوں کے درمیان فراخ۔ دونوں ہتھیلیاں کشادہ
ہڈیوں کے جوڑ موٹے۔ ایڑیاں کم گوشت۔ ڈاڑھی گھنی۔ سر
بڑا۔ سر کے بال کانوں کی لو تک۔ دونوں شانوں کے درمیان
مہر نبوت جسے نور نے گھیر رکھا تھا۔ آپکا پسینہ موتی کی مانند اور
آپ کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار چلتے وقت آپ جھکتے
تھے (آگے کو) گویا کہ آپ اس اونچی جگہ سے نیچے آتے ہیں جیسے
پر چڑھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس شخص سے اپنے
ہاتھ سے مصافحہ کرتے۔ وہ تمام دن آپ کے دست مبارک
کی گل گلاب کی سی خوشبو پاتا تھا۔ آپ اپنا دست مبارک جس
بچے کے سر پر رکھتے تھے۔ آپ کا اس سر کو چھونا بچوں میں سے
پہچانا جاتا تھا۔ اور معلوم کیا جاتا تھا۔ آپ کا چہرہ مبارک اس
طرح چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ آپ کا وصف
کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے
دیکھا نہ آپ کے بعد۔ اور نہ کوئی انسان آپ کا مثل دیکھیگا

الٰہی معطر درود و سلام
معطر کن قبر خیر الانام

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲) وارد ہے۔ اس استدارت و تدویر سے یہ مراد نہیں کہ آپ کا چہرہ پورا گول تھا۔ کیونکہ اسی حدیث علی میں
لابالمکلثم آیا ہے جس کے معنے ہیں کہ آپ گول چہرے والے نہ تھے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ کے چہرے میں کسیقدر گولائی تھی۔ پیشانی کے
بشکل ہلال ہونے سے بھی یہی مراد ہے یعنی پیشانی نہ تو بہت دراز تھی اور نہ بہت گول۔ بلکہ دونوں کے بین بین تھی۔ وخیر الامور اوسطها
ملہ جس مرد کی ناک میں یہ وصف ہوتا ہے عربی میں اسے اقنی کہتے ہیں جس کی مؤنث قنواء ہے۔ عجاج شاعر ایک عورت کے وصف میں کہتا ہے۔
ازمان ابدت واضحا مفلجا۔ اغر براقا وطرفا ابرجا۔ ومقلة وحاجبا مزججا۔ وفاحما ومرسنا مسرجا
ان دو شعروں میں دانتوں کی کشادگی۔ آنکھوں کی سیاہی۔ ابرو کی درازی و باریکی اور وسطی کا ابھار سب مذکور ہیں جو اوصاف

ممدوح میں سے ہیں۔ مگر ہمارے آقائے نامدار تو اس شعر کے مصداق ہیں ؎ ہر چہ بتازند زاں دلبراں ۔ جملہ ترا ہست وزیادت براں ۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ

؎ دونوں شانوں کے درمیان کی فراخی مستلزم ہے۔ سینہ کی کشادگی کو جو علامت نجابت ہے۔

---

؎ سبط الکفین۔ سبط الیدین۔ سبط البنان ان سب کنایہ ہے کرم سے۔ اس کی نقیض جعد الکف ہے جو کنایہ ہے بخل سے۔ فافہم۔

؎ ہڈیوں کے جوڑوں کا موٹا ہونا دلالت کرتا ہے ممدوح کی قوت باطنیہ کے کمال پر ۱۲

؎ یعنی قدم خوب جما کر چلتے تھے جیسا کہ اہل ہمت وشجاعت کا قاعدہ ہے ۱۲

؎ عن جابر بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ اضحیان فجعلت انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا ھو احسن عندی من القمر رواہ الترمذی والدارمی – ترجمہ ۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا۔ پس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنے لگا۔ پس ناگاہ آپ میرے نزدیک چاند سے خوب صورت تھے۔ اسے ترمذی ودارمی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ باب اسماء النبی وصفاتہ)

؎ شمائل ترمذی میں بروایت ابراہیم بن محمد وارد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کیا کرتے تھے تو کہا کرتے تھے۔

لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الممغط ولا بالقصیر المتردد الخ۔ چند اوصاف بیان کر کے اخیر میں فرماتے تھے یقول ناعتہ لم أر قبلہ ولا بعدہ مثلہ یعنی آپ کے محاسن صوری وباطنی کا وصف کرنے والا بطریق اجمال کہتا ہے کہ آپ کا مثل نہ میں نے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد دیکھا اور نہ مجھے معلوم ہے۔ وصف کرنے والے سے مراد یا تو خاص حضرت علی ہیں یا اس سے عام جو چاہے کہ آنحضرت کا وصف بیان کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کوئی وصف کرنے والا حضور کے محاسن کو پورے طور پر بالتفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ عاجز آ کر اسے یونہی کہنا پڑتا ہے۔

لم یخلق الرحمٰن مثل محمد ۔۔۔ ابدا وعلمی انہ لا یخلق

نہیں پیدا کیا رحمٰن نے مثل محمدؐ کا ۔۔۔ کبھی اور مجھے علم ہے کہ وہ پیدا نہ کرے گا

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيْدَ الْحَيَاءِ وَالتَّوَاضُعِ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَرْقَعُ ثَوْبَهُ وَيَحْلُبُ شَاتَهُ وَيَسِيْرُ فِي خِدْمَةِ اَهْلِهِ بِسِيْرَةٍ سَرِيَّةٍ ○ وَيُحِبُّ الْفُقَرَآءَ وَالْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ مَعَهُمْ وَيَعُوْدُ مَرْضَاهُمْ وَيُشَيِّعُ جَنَآئِزَهُمْ وَلَا يَحْقِرُ فَقِيْرًا اَدْقَعَهُ الْفَقْرُ وَاَشْوَاهُ ○ وَيَقْبَلُ الْمَعْذِرَةَ وَلَا يُقَابِلُ اَحَدًا بِمَا يَكْرَهُ وَيَمْشِيْ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَذِي الْعُبُوْدِيَّةِ وَلَا يَهَابُ الْمُلُوْكَ وَيَغْضَبُ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَيَرْضٰى لِرِضَاهُ ○ وَيَمْشِيْ خَلْفَ اَصْحَابِهِ وَيَقُوْلُ خَلُّوْا ظَهْرِيْ لِلْمَلٰٓئِكَةِ الرُّوْحَانِيَّةِ ○ وَيَرْكَبُ الْبَعِيْرَ وَالْفَرَسَ وَالْبَغْلَةَ وَحِمَارًا بَعْضُ الْمُلُوْكِ اِلَيْهِ اَهْدَاهُ ○ وَيَعْصِبُ عَلٰى بَطْنِهِ الْحَجَرَ مِنَ الْجُوْعِ وَقَدْ اُوْتِيَ مَفَاتِيْحَ الْخَزَآئِنِ الْاَرْضِيَّةِ ○ وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ بِاَنْ تَكُوْنَ لَهُ ذَهَبًا فَاَبَاهُ ○ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِلُّ اللَّغْوَ وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَهُ بِالسَّلَامِ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطَبَ الْجُمُعِيَّةَ ○ وَيَتَاَلَّفُ اَهْلَ الشَّرَفِ وَيُكْرِمُ اَهْلَ الْفَضْلِ وَيَمْزَحُ وَلَا يَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا يُحِبُّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَرْضَاهُ ○ وَهٰهُنَا وَقَفَ بِنَا جَوَادُ الْمَقَالِ عَنِ الْاِطِّرَادِ فِي الْحَلْبَةِ الْبَيَانِيَّةِ ○

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بڑے حیا اور تواضع والے تھے۔ اپنا جوتا آپ گانٹھ لیتے تھے۔ اپنے کپڑے میں پیوند لگا لیتے تھے۔ اپنی بکری دوہ لیتے تھے۔ اپنے اہل کی خدمت میں اچھی روش سے چلتے تھے۔ فقیروں اور مسکینوں سے محبت رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے مریضوں کی بیمار پرسی کیا کرتے تھے۔ ان کے جنازوں کے پیچھے چلتے تھے۔ اور اس فقیر کو حقیر نہ جانتے تھے جس کو محتاجی نے خوار کر ڈالا ہو اور ضعیف کر دیا ہو۔ آپ عذر قبول فرماتے تھے۔ کسی (مسلمان) سے ایسے امر کے ساتھ پیش نہ آتے تھے جو اسے ناپسند آئے۔ آپ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ چلتے تھے۔ اور بادشاہوں سے نہ ڈرتے تھے۔ آپ اللہ کے لئے غصے ہوتے تھے۔ اور اللہ کی خوشنودی کے لئے خوش ہوتے تھے۔ آپ اپنے اصحاب کے پیچھے چلتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری پشت روحانی فرشتوں کے لئے چھوڑ دو۔ آپ اونٹ گھوڑے خچر اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے جو بعض بادشاہوں نے بطور نذر آپ کو بھیجے تھے۔ بھوک کی شدت سے آپ اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور پہاڑوں نے چاہا کہ آپ کے لئے سونا بن جائیں۔ مگر آپ نے اسے انکار کر دیا۔ آنحضرت صلعم بیہودہ گوئی نہ کرتے تھے جس سے ملتے پہلے آپ سلام کرتے۔ نماز کو دراز اور جمعہ کو خطبہ کو مختصر کرتے تھے۔ بزرگوں سے الفت رکھتے تھے۔ اور اہل فضل کا اکرام کرتے تھے۔

۱ عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان عنده رجل به اثر صفرة قال وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يكاد يواجه احدا بشيء يكرهه

فلما قام قال للقوم لو قلتم له يدع هذه الصفرة - ترجمہ - انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد تھا جس پر زعفران کی زردی کا نقیہ تھا - انس نے کہا - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریب ہی تھا کہ کسی ایسی چیز کے ساتھ پیش آئیں جس کو وہ برا جانتا ہو - پس جب وہ مرد اٹھ گیا - تو آپ نے حاضرین سے فرمایا - کاش تم اُسے کہہ دیتے کہ اس زردی کو چھوڑ دے انتہے - شمائل ترمذی - اہل ایمان کے ساتھ آپ کا عموماً یہی سلوک تھا بخلاف کفار کے کیونکہ انکے ساتھ تشدد کا حکم منجانب الہی تھا -

عہ نسائی میں بروایت عبد اللہ بن ابی اوفی یوں وارد ہے ولا یانف ان یمشی مع الارملۃ والمسکین فیقضی لہ الحاجۃ یعنی آپ عار نہ کرتے تھے کہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ چلیں پس اُس کی حاجت پوری کریں -

عہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے سات تھے - جن میں سے تین بطور ہدیہ آئے تھے - اول لحیف ہدیہ فروہ بن عمرو الجذامی حاکم فلسطین - دوم لزاز ہدیہ مقوقس والئی مصر - سوم ورد ہدیہ تمیم الداری جسے آپ نے حضرت عمر کو ہدیہ کر دیا تھا -

آپ کی چھ خچریں تھیں جو سب کی سب بطور ہدیہ آئی تھیں - اول دلدل ہدیہ مقوقس والی مصر - دوم فضہ ہدیہ فروہ بن عمرو الجذامی جسے آپ نے حضرت ابو بکر کو ہدیہ کر دیا تھا - سوم ہدیہ حاکم ایلہ - چہارم ہدیہ حاکم دومۃ الجندل - پنجم ہدیہ نجاشی - ششم ہدیہ کسریٰ آپ کے دو دراز گوش تھے - بعض نے چار لکھے ہیں جن میں سے تین بطور ہدیہ آئے تھے - اول عفیر ہدیہ مقوقس والی مصر - دوم یعفور ہدیہ فروہ بن عمرو الجذامی جو حضور کی وفات حسرت آیات کے دن بیقراری میں کنوئیں میں گر کر مر گیا - سوم ہدیہ سعد بن عبادہ - دیکھو زاد المعاد اور سیرت حلبیہ -

عہ بخاری میں بروایت جابر آیا ہے کہ غزوہ خندق کے روز جب صحابہ خندق کھود رہے تھے تو ایسا سخت ٹکڑا آیا کہ کسی سے نہ کھودا گیا - آنحضرت سے عرض کی گئی - تو آپ اٹھے اور آپ کے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا - شمائل ترمذی میں حدیث ابی طلحہ میں کہا ہے کہ ہم نے جناب رسالتمآب سے بھوک کی شکایت کی اور ہر ایک نے پیٹ پر سے کپڑا اٹھا کر ایک ایک پتھر باندھا ہوا دکھایا - اس پر حضور نے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے دکھائے -

عہ شرح السنہ میں ہے - عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا عائشة لو شئت لسارت معي جبال الذهب الحدیث (مشکوۃ - باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم) ترجمہ - حضرت عائشہ سے روایت ہے کہا - فرمایا - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے - اے عائشہ - اگر میں چاہتا - تو البتہ میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے الحدیث

عہ عن عمار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته مئنة من فقهه فاطيلوا الصلوة واقصروا الخطبة فان من البيان سحرا انتهى (مشکوۃ - باب الخطبۃ والصلوۃ) ترجمہ - عمار سے روایت ہے - کہ کہا میں نے

وَبَلَغَ ظَاعِنُ الْإِمْلَاءِ فِي فَدَافِدِ
الْإِيْضَاحِ مُنْتَهَاهُ ○
عَطِّرِ اللّٰهُمَّ قَبْرَهُ الْكَرِيْمَ
بِعَرْفٍ شَذِيٍّ مِّنْ صَلَاةٍ وَّتَسْلِيْمٍ
اَللّٰهُمَّ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَطِيَّةِ ○
يَا مَنْ إِذَا رُفِعَتْ إِلَيْهِ أَكُفُّ الْعَبْدِ
كَفَاهَا ○ يَا مَنْ تَنَزَّهَ فِيْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهِ
الْأَحَدِيَّةِ ○ عَنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ فِيْهَا
نَظَائِرُ وَأَشْبَاهٌ ○ وَيَا مَنْ تَفَرَّدَ
بِالْبَقَاءِ وَالْقِدَمِ وَالْأَزَلِيَّةِ ○
يَا مَنْ لَا يُرْجٰى غَيْرُهٗ وَلَا يُعَوَّلُ
عَلٰى سِوَاهُ ○ يَا مَنِ اسْتَنَدَ الْأَنَامُ
إِلٰى قُدْرَتِهِ الْقَيُّوْمِيَّةِ ○

اور نہیں کہتے تھے کہ سچی بات جسے اللہ تعالیٰ دوست رکھے اور
پسند کرے یہاں ہمارے کلام کا عمدہ گھوڑا ہمارے ساتھ بیان
کے میدان میں چلنے سے ٹھیر گیا۔ اور لکھنے کا مسافر ایضاح
مطالب کی ہموار زمینوں میں اپنی غایت کو پہنچ گیا۔
الٰہی معطر درود و سلام　سے کیجیو قبر خیر الانام
اے اللہ۔ اے عطیہ کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھ پھیلانے[1] والے۔ اے
وہ کہ جب اس کی طرف بندے کے ہاتھ اٹھتے جاتے ہیں۔ تو ان کے
کافی ہو۔ اے وہ کہ اپنی ذات و صفاتِ احدیت میں پاک تر
اس سے کہ انہیں کوئی اس کا مثل و نظیر ہو۔ اے وہ کہ باقی
رہنے اور قدیم و ازلی ہونے میں یگانہ ہے۔ اے وہ کہ بجز اس کے
کسی اور سے امید نہیں کی جاتی اور اس کے سوا کسی اور
پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ اے وہ کہ ساری خلقت اس کی قدرت
قیومیہ[2] سے قائم ہے۔

[1] کسی چیز کے ساتھ ہاتھ پھیلانا اس چیز کے عطا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اے وہ ذات جس نے بندوں پر انعام و بخشش کے لئے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا رکھے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ یعنی اللہ کے دونوں ہاتھ بذل و عطا کے لئے کشادہ ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ کا ایک نام باسط ہے۔

[2] اللہ کا ایک نام قیوم ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ قائم بذات خود و قائم دارندہ ہر غیر خود را۔ جملہ موجودات کا وجود و بقا اسی ہی کی قیومیت سے ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ رَبُّنَا الَّذِيْ أَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (پ ۱۶۔ طٰہٰ۔ رکوع ۲) أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ (پ ۱۳۔ رعد۔ رکوع ۴)

وَارْشَدَ بِفَضْلِہٖ مَنِ اسْتَرْشَدَہٗ وَاسْتَھْدَاہُ
نَسْئَلُكَ اللّٰھُمَّ بِالْاَنْوَارِ الْقُدْسِيَّةِ ○
الَّتِيْ اَزَاحَتْ مِنْ ظُلُمَاتِ الشَّكِّ دُجَاہُ ○
وَنَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِشَرَفِ الذَّاتِ الْمُحَمَّدِيَّةِ ○
وَمَنْ ھُوَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ بِصُوْرَتِہٖ
وَاَوَّلُھُمْ بِمَعْنَاہُ ○

اور اپنے فضل سے اس بندے کو ہدایت کرتا ہے جو اس
سے سیدھی راہ اور ہدایت مانگتا ہے۔ یا اللہ ہم تجھ سے
سوال کرتے ہیں بوسیلہ تیرے پاک انوار کے
جن سے شک کے اندھیروں کی تاریکیاں دور ہو گئیں اور
ہم تیری طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ساتھ بزرگی ذات
محمدیہ کے۔ جو کہ ظاہر میں سب نبیوں سے اخیر اور حقیقت
میں ان سب سے پہلے ہیں۔

---

لہ ترمذی میں حدیث ابی ہریرہ میں ہے۔ قالوا یا رسول متی وجبت لک النبوۃ قال وآدم
بین الروح والجسد (صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی آپ نے فرمایا جس حال
میں کہ آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا
دوسری حدیث میں جسے شرح السنہ میں روایت کیا ہے یوں وارد ہے انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان
آدم لمنجدل فی طینتہ (تحقیق میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا گیا ہوں حالانکہ آدم اپنی گل و سرشت ہی میں
پڑے تھے) اس حدیث کے تحت میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں یوں لکھا ہے۔ اینجا میگویند
کہ از سبق نبوت آنحضرت چہ مراد است۔ اگر علم و تقدیر الٰہی است نبوت ہمہ انبیاء را شامل است واگر بالفعل است آں
خود در دنیا خواہد بود۔ جوابش آنست کہ مراد اظہار نبوت اوست صلے اللہ علیہ وسلم پیش از وجود عنصری وے در ملائکہ
وارواح چنانکہ وارد شدہ است کتابت اسم شریف او بر عرش و آسمانہا و قصور بہشت و غرفہاے آں و بر سینہاے
حور العین و برگہاے درختان جنت و درخت طوبے و ابروہا و چشمہاے فرشتگان و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ روح شریف وے
صلے اللہ علیہ وسلم نبی بود در عالم ارواح کہ تربیت ارواح مے کرد چنانکہ دریں عالم بجسد شریف مربی اجساد بود و بہ تحقیق
ثابت شدہ است خلق ارواح قبل اجساد واللہ اعلم انتہیٰ۔ عارفوں نے فی الواقع بڑے مطلب کی بات کہی ہے۔ چنانچہ
علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے۔ وقال السبکی ھو مرسل الی کل من تقدم من الامم وغیرہ۔
قال فجمیع الانبیاء وامھم کلھم من امتہ۔ ومشمولون برسالتہ ونبوتہ۔
ولذلك یاتی عیسی فی اخر الزمان علی شریعتہ۔ فجمیع الشرائع

التی جاءت بها الانبیاء شرائعه ومنسوبة الیه۔ فهو نبی الانبیاء وما جاؤا به الی اممهم احکامه فی الازمنة المتقدمة علیه۔ هکذا قرره ذلك الامام الحبر الذی لا تکاد تسمع الاعصار له بنظیر۔ وافرد له تالیفا مستقلاً احقه ان یرقم علی السندس بالنضیر۔ ویوافقه من النظم النضیری۔ قول الشرف البوصیری

وکل آی اتی الرسل الکرام بها ۔۔۔ فانما اتصلت من نوره بهم
فانه شمس فضل هم کواکبها ۔۔۔ یظهرن انوارها للناس فی الظلم
وکلهم من رسول الله ملتمس ۔۔۔ غرفا من البحر او رشفا من الدیم
وواقفون لدیه عند حدهم ۔۔۔ من نقطة العلم او من شکلة الحکم

ترجمہ

حوجبہ امام سبکی نے کہا کہ آنحضرت تمام گزشتہ امتوں کی طرف مرسل ہیں۔ پس تمام انبیا اور ان کی امتیں سب آپ کی امت ہیں اور آپ کی رسالت و نبوت میں شامل ہیں۔ اسی واسطے اخیر زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی شریعت پر آئینگے پس تمام شریعتیں جو انبیا لائے وہ آپ کی شریعتیں ہیں اور آپ کیطرف منسوب ہیں۔ پس آپ نبیوں کے نبی ہیں۔ اور انبیا جو کچھ اپنی امتوں کیطرف لائے وہ پہلے زمانوں میں آپ کے احکام ہیں۔ اسطرح قرار دیا ہے اس کو اس عالم امام نے کہ جس کی نظیر زمانے نہ دیکھینگے۔ اور امام موصوف نے اس مضمون پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسکا حق یہ ہے کہ بیش قیمت دیبا پر سونے کے ساتھ لکھی جائے۔ اور اسی کے موافق ہے سنہری نظم سے امام شرف الدین بوصیری کا یہ قول۔ (ترجمہ اشعار)

تمام آیات و معجزات جو بزرگ رسول لائے ۔۔۔ وہ صرف آپکے نور سے ان کو پہنچے
کیونکہ آپ فضل کے آفتاب ہیں اور وہ سب آفتاب کے ستارے ہیں ۔۔۔ جو لوگوں کے واسطے تاریکیوں میں اسکے انوار کو ظاہر کرتے ہیں
اور سب انبیاء رسول اللہ کے سمندر سے چلو سے پانی پینے والے ہیں ۔۔۔ یا آپ کی بارش سے منہ سے پینے والے ہیں
اور سب آپکے پاس ٹھہرنے والے ہیں اپنی حد پر ۔۔۔ جو کہ آپکے علم کا ایک نقطہ یا آپ کی حکمت کی ایک شکل ہے

(انتہی التنبیہ بہ مختصر)

علامہ ابن حجر ہیتمی نے شرح ہمزیہ میں لکھا ہے کہ وآدم بین الروح والجسد سے مراد تقدیر الٰہی نہیں کیونکہ آپ کے سوا اور
انبیاء بھی ایسے ہی ہیں بلکہ مقصود اس سے اشارہ کرنا ہے اس امر کی طرف کہ آپ کی روح عالی کے لئے وصف نبوت عالم
ارواح میں ثابت تھا جو دوسرے انبیاء کے لئے نہ تھا۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ روحیں دو ہزار برس اجسام سے پہلے پیدا
کی گئیں۔ اسی حقیقت کی تائید قرآن مجید کی آیہ ذیل سے ہوتی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ۔ اور جس وقت لیا اللہ نے عہد پیغمبروں کا۔ البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے۔ پھر آوے تمہارے پاس رسول
تصدیق کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لائیو ساتھ اس کے اور البتہ مدد دیجیو اس کو۔ کہا کیا اقرار کیا تم نے
اور لیا تم نے اوپر اس کے بھاری عہد میرا۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ کہا پس شاہد رہو تم۔ اور میں ساتھ تمہارے
شاہدوں سے ہوں۔ پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہی ہیں فاسق انتہیٰ۔ امام سبکی رحمۃ اللہ نے کہا کہ یہ آیت دلالت
کرتی ہے اس امر پر کہ اگر انبیاء اور انکی امتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کو پاویں۔ تو آپ انکی طرف مرسل ہیں۔ پس
آپ کی نبوت و رسالت عام ہے تمام خلقت یعنے انبیاء اور انکی امتوں کو آدم علیہ السلام کے زمانے سے لیکر قیامت تک۔ اور اس صورت
میں وہ آپ کے قول وارسلت الی الناس کافۃ میں داخل ہیں۔ اور انبیاء سے اس عہد کے لینے کی حکمت انکو اور انکی امتوں کو جتانا
ہے کہ آنحضرت ان سے پہلے ہیں اور انکے نبی اور رسول ہیں۔ یہ امر دنیا میں یوں ظاہر ہوا کہ شب معراج میں آپ ان کے امام
بنے۔ اور آخرت میں یوں ظاہر ہوگا کہ وہ سب آپ کے جھنڈے تلے ہونگے۔ بلکہ اخیر زمانے میں بھی یوں ظاہر ہوگا کہ حضرت
عیسےٰ آسمان سے اتر کر شریعت محمدی کے ساتھ حکم لگائیں گے اور اپنی شریعت کے ساتھ فیصلہ نہ کریں گے۔ انتہے۔

وَبِآلِهٖ كَوَاكِبِ اَمْنِ الْبَرِيَّةِ ○ وَسَفِينَةِ السَّلَامَةِ
وَالنَّجَاةِ ○ وَبِاَصْحَابِهٖ اُولِي الْهِدَايَةِ وَالْاَفْضَلِيَّةِ
الَّذِينَ بَذَلُوا نُفُوسَهُمْ لِلّٰهِ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ ○
وَبِحَمَلَةِ شَرِيعَتِهٖ اُولِي الْمَنَاقِبِ وَالْخُصُوصِيَّةِ ○
الَّذِينَ اسْتَبْشَرُوا بِنِعْمَةٍ وَفَضْلٍ مِّنَ اللّٰهِ ○
اَنْ تُوَفِّقَنَا فِي الْاَقْوَالِ وَالْاَعْمَالِ لِاِخْلَاصِ
النِّيَّةِ ○ وَتُنْجِحَ لِكُلٍّ مِّنَ الْحَاضِرِينَ مَطْلَبَهٗ وَ
مُنَاهُ ○ وَتُخَلِّصَنَا مِنْ اَسْرِ الشَّهَوَاتِ وَالْاَدْوَاءِ
الْقَلْبِيَّةِ ○ وَتُحَقِّقَ لَنَا مِنَ الْاٰمَالِ مَا بَلَغْنَاهُ
وَتَكْفِيَنَا كُلَّ مُدْلَهِمَّةٍ وَبَلِيَّةٍ ○ وَلَا تَجْعَلَنَا
مِمَّنْ اَهْوَاهُ هَوَاهُ ○ وَتُدْنِيَ لَنَا مِنْ حُسْنِ الْيَقِينِ
قُطُوفًا دَانِيَةً جَنِيَّةً ○ وَتَمْحُوَ عَنَّا كُلَّ ذَنْبٍ
جَنَيْنَاهُ ○ وَتَسْتُرَ لِكُلٍّ مِّنَّا عَيْبَهٗ وَعَجْزَهٗ وَ
حَصَرَهٗ وَعِيَّهٗ ○ وَتُسَهِّلَ لَنَا مِنْ صَالِحِ الْاَعْمَالِ
مَا عَزَّ مَرَامُهٗ ○ وَتَعُمَّ جَمْعَنَا هٰذَا مِنْ خَزَائِنِ مِنَحِكَ
السَّنِيَّةِ ○ بِرَحْمَةٍ وَمَغْفِرَةٍ وَتُدِيمَ عَمَّنْ سِوَاكَ
غِنَانَا ○ اَللّٰهُمَّ اٰمِنِ الرَّوْعَاتِ وَاَصْلِحِ الرُّعَاةَ وَالرَّعِيَّةَ ○

اور ساتھ آپ کی آل کے جو خلقت کے امن کے تارے
اور سلامتی اور نجات کی کشتی ہیں۔ اور ساتھ آپ کے اصحاب کے
جو ہدایت والے اور افضل ہیں کہ جنہوں نے فضل الٰہی کی طلب
میں اپنی جان کو اللہ کیواسطے خرچ کر دیا۔ اور ساتھ آپ کی
شریعت کے حاملین خوبی اور خصوصیت والوں کے جو
اللہ کے فضل و نعمت سے خوش ہوئے کہ تو ہمیں اقوال
و اعمال میں خلوص نیت کی توفیق دے اور حاضرین مجلس میں
سے ہر ایک کی مرادیں پوری کرے۔ اور ہمکو شہوتوں کی قید
اور باطنی بیماریوں سے نجات دے۔ اور ہماری وہ امیدیں
ظہور میں لاوے جنکا ہمنے تجھ پر گمان کیا ہے۔ اور ہمکو ہر ایک سختی
اور بلا سے بچا دے۔ اور ہم کو ایسے لوگوں سے نہ کرے کہ جنہیں
انکی نفسانی خواہش نے اغوا کر دیا ہے۔ اور حسن یقین کے
تازے قریب توشے ہمارے ساتھ نزدیک کرے۔ اور ہر گناہ جو
ہمنے کیا ہے اسے مٹا دے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کا عیب و عجز کوتاہی
اور تنگی اور ماندگی معاف کر دے۔ اور ہمارے واسطے وہ نیک
اعمال آسان کر دے کہ جنکی جویاں دشوار ہیں۔ اور ہماری اس
جماعت کو اپنی بڑی بخششوں کے خزانوں سے رحمت و مغفرت
کے ساتھ گھیر لے۔ اور ہم کو ہمیشہ کے لئے اپنے سوا غیر سے بے نیاز
کر دے۔ یا اللہ ہمیں خوفوں سے امن میں رکھ۔ اور نگہبانوں اور رعیت
کو نیک بنا دے۔

---

۱؎ خلاصہ وظیفہ یہ ہوا کہ یا الٰہی ہم تیری ذات پاک کے انوار کو اور تیرے حبیب کے بزرگ رتبے کو اور آپ کی آل و اصحاب و حاملین شریعت کو اپنا وسیلہ
بنا کر تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تو قول و فعل میں ہمیں خلوص نیت کی توفیق دے۔

۲؎ مدلہمہ کے معنے ہیں بلا میں اندھا کر دے مانند قرآن مجید میں ہے۔ والمزید تفصیلہ یرجع الی کتاب المفردات للراغب الاصفہانی۔

وَاَعْظِمِ الْاَجْرَلِمَنْ جَعَلَ هٰذَا الْخَيْرَفِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَاَجْرَاهُ ○ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ وَسَائِرَ بِلَادِ الْاِسْلَامِ مِنْهُ مَرْضِيَّةً ○ وَاسْقِنَا غَيْثًا يَعُمُّ اَنْسِيَابُ سَيْبِهِ الشَّبْسَبَ وَرُبَاهُ ○ وَاغْفِرْ لِنَاسِجِ هٰذِهِ الْبُرُوْدِ الْمُحَبَّرَةِ الْمَوْلُوْدِيَّةِ سَيِّدِنَا جَعْفَرٍ مَنْ اِلَى الْبَرْزَنْجِيِّ نِسْبَتُهُ وَمُنْتَمَاهُ ○ وَحَقِّقْ لَهُ الْفَوْزَ بِقُرْبِكَ وَالرَّجَاءَ وَالْاُمْنِيَّةَ ○ وَاجْعَلْ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ مَقِيْلَهُ وَسُكْنَاهُ ○ وَاسْتُرْ لَهُ عَيْبَهُ وَعَجْزَهُ وَحَصَرَهُ وَعِيَّهُ ○ وَلِكَاتِبِهَا وَقَارِئِهَا وَمَنْ اَصَاخَ اِلَيْهَا سَمْعَهُ وَاَصْغَاهُ ○ وَصَلِّ اللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى اَوَّلِ قَابِلٍ لِلتَّجَلِّيْ مِنَ الْحَقِيْقَةِ الْكُلِّيَّةِ ○ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ نَصَرَهُ وَوَالَاهُ ○ مَا شُنِّفَتِ الْاٰذَانُ مِنْ وَصْفِهِ الدُّرِّيِّ بِاَقْرَاطٍ جَوْهَرِيَّةٍ ○ وَتَحَلَّتْ صُدُوْرُ الْمَحَافِلِ الْمُنِيْفَةِ بِعُقُوْدِ حُلَاهُ ○ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَاَتَمُّ التَّسْلِيْمِ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِيْنَ ○ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اور اس شخص کو بڑا ثواب دے جس نے آج یہ خیر کا کام کیا اور اسے جاری کیا۔ یا اللہ اس شہر کو اور اس کے باقی تمام شہروں کو امن اور رزق و معیشت کی فراخی میں کر دے۔ اور مینہ ایسا مینہ برسا کہ جس کی سخاوت کا بہنا میدان اور ٹیلوں کو شامل ہو۔ اور اس مولود کی منقش چادروں کے بننے والے سیدنا جعفر کو جس کی نسبت برزنجی کی طرف ہے بخش دے۔ اور اس کے لئے اپنے قرب میں پہونچنا اور امید و آرزو میں کامیاب ہونا ثابت کر دے۔ اور اس کی خواب گاہ و سکونت مقربین درگاہ کے ساتھ کر دے۔ اور اس کے عیب کوتاہی اور اس کی کلام کی تنگی و ماندگی پر پردہ ڈالدے۔ اور بخشدے اس مولود کے لکھنے والے اور پڑھنے والے کو اور اس کو جو اس کی طرف کان لگائے اور سنے۔ یا اللہ درود و سلام بھیج اس نبی پر جو سب سے پہلے حقیقت کلیہ سے تجلی کے قبول کرنے والا ہو۔ اور ان کے آل و اصحاب پر اور ان پر جنہوں نے آپ کی مدد کی اور آپ سے دوستی رکھی۔ جب تک کان آپ کے روشن وصف کے موتی کے گوشوارے پہنیں۔ اور مجالس شریف کی چوکیاں آپ کے وصف کے زیورات کے موتی سے جلوہ گر ہوں۔ اور افضل درود اور اکمل تسلیم ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد خاتم انبیاء و مرسلین پر اور آپ کی آل و تمام اصحاب پر ہو۔ پاک ہے تیرا پروردگار عزت والا ان باتوں سے جو وہ بناتے ہیں۔ اور سلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۰۰ ۔ ہ عجز کے معنے ہیں عاجزی کوتاہی وغیرہ کا عیب۔ حصر کے معنے بستہ شدن سخن و تنگدل شدن۔ عی کے معنے درماندگی در کلام و نقل و جہالت۔ یہ سب معنے یہاں چسپاں ہو سکتے ہیں۔ بظاہر عیب عجز افعال میں اور حصر وعی اقوال میں مراد ہے۔ واللہ اعلم۔ ۲۵ یعنے سخن کا حاصل کرنا مشکل ہے۔ ۳۵ گوشواروں سے مراد کلام ہیں۔

حاشیہ صفحہ ہذا ۔ نیک کام سے مراد مجلس مولود شریف ہے۔ ۲۵ اور بخش دے اس مولود کے ترجمہ کرنے والے اور اشاعت کرنے والے کو جو

رسالة فی اثبات وجود النبی فی کل مکان
ہر مکاں کا اُجالا
ہمارا نبی
تصنیف
امام حسین بن محمد شافعی المتوفی ۹۶۶
ترجمہ
مفتی محمد خان قادری
جامعہ اسلامیہ لاہور
1- فیض روڈ اسلامیہ پارک لاہور فون: 7594003